Al Numaan Social Media Services

DifaAhleSunnat.com

DifaAhleSunnat.com

علماء حق علماء دیوبند

دِفاعِ اہلسُنّت

دفاعِ صحابہ کرامؓ و دفاعِ اہل سنت دیوبند وقت کی اہم ترین ضرورت؟

- یوٹیوب کے اُردو بیانات
- آن لائن دروس، نماز کے مسائل
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موضوعات پر بیانات
- قرآن کریم کی تلاوتیں
- نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- آن لائن پی ڈی ایف کتابیں
- نماز کے مسائل پر کتابیں
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موضوعات پر کتابیں

DifaAhleSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اذان سے پہلے یا اذان کے بعد بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا رواج نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا، نہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں تھا اور نہ خیر القرون میں کوئی شخص اس بدعت (دین میں نئی بات ایجاد کرنے کو بدعت کہتے ہیں) سے واقف تھا اور نہ ائمہ اربعہ میں سے کسی بزرگ نے یہ کارروائی کی اور نہ اس کا فتویٰ دیا۔

ائمہ اربعہ کا مطلب چار امام

(۱) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

(۳) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۴) امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

بلکہ تقریباً ۷۹۱ھ تک کسی بھی مقام پر یہ بدعت رائج نہ تھی۔ اس بدعت کی ابتدا کب ہوئی اور کس نے کی؟ اس میں کچھ اختلاف ہے، لیکن جس پر جمہور متفق ہیں وہ یہ کہ اس کی ابتدا مصر میں ۷۹۱ھ میں ہوئی۔ اس وقت رافضیوں (شیعوں) کی حکومت تھی۔

چناں چہ تاریخ الخلفا سیوطی : ص ۴۹۸، در مختار : ج ۱، ص ۶۴ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح : ص ۱۱۴ میں اس کی تصریح ہے کہ اس کی ایجاد ۷۹۱ ھ کو ہوئی۔

اس بدعت کی ایجاد دور روافض میں ہوئی اسکا اقرار بریلوی شیخ الحدیث مفتی فیض احمد اویسی کو بھی ہے۔

(سفر نامہ شام عراق و کربلا معلی صفحہ122)

بعد الاذان الی ان توفی الحاکم بامر اللہ و ولوا اختہ فسلموا علیھا وعلی وزرائھا من النساء فلما تولی الملک العادل صلاح الدین بن ایوب فابطل ھذہ البدعۃ وامر المؤذنین بالصلوٰۃ والتسلیم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدل تلک البدعۃ وامر بہا اھل الامصار والقری فجزاہ اللہ خیرا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مؤذن جو سلام پڑھتے ہیں عہد نبوی اور زمانہ خلفائے راشدین میں نہ پڑھا جاتا تھا فرمایا کہ مصر میں روافض کی حکومت کے دوران موذن اذان کے بعد خلیفہ اور اس کے وزیروں پر سلام پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب حاکم بامر اللہ فوت ہوا اور اس کی بہن تخت نشین ہوئی تو مؤذن اس حکمران عورت اور اس کی وزیر عورتوں پر سلام بھیجتے تھے۔

جب ملک عادل صلاح الدین ایوبی بن ایوب نے عنان حکومت سنبھالی تو اس بدعت کو ختم کر دیا اور اس بدعت کی بجائے مؤذنوں کو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ سلام پڑھیں اور شہروں اور دیہاتوں کے نام اس کا حکم جاری فرمایا اللہ اس کو جزائے خیر دے۔

۲۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی وفات سنہ ۹۰۲ھ میں ہوئی اپنی کتاب القول البدیع ص ۱۹۳ پر یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

قد احدث المؤذنون الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقب الاذان للفرائض الخمس الا الصبح والجمعۃ فانھم یقدمون ذلک فیھا علی الاذان والا المغرب فانھم لا یفعلونہ

اس بدعت کی شروعات رضا خانی تحقیق کے مطابق
بانی دین رضا مولانا احمد رضا خان بریلوی 781ھ ہے۔
دین رضا میں ابلیس کے ذکر اور ہمدردی پر تو پوری کتاب لکھی
جاسکتی ہے مگر یہ موضوع نہیں۔
(احکام شریعت حصہ اول صفحہ 132)

﴿۱۳۲﴾

نہیں ہوں جو آپ کو سمجھاؤں۔ اگر آپ اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو آپ میرے ہمراہ شہر میں چلئے۔ وہاں کے عالم آپ کا اطمینان کردیں گے۔ اس پر وہ راضی نہ ہوئے اور بدعت بدعت کرتے رہے اور کہا کہ کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ صلوٰۃ نہ تھی۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ اکثر شہروں میں مثل رامپور وغیرہ کے بعد نماز صلوٰۃ ہوتی ہیں اور ہمارے سردار رسول اکرم نبی معظم ﷺ پر دورد اور سلام بھیجنے کو آپ بدعت کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ مدرسہ وسرائے وغیرہ نہیں تھی ان کو بھی آپ بدعت کہتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ یہ بدعت مباح ہے۔ میں نے کہا صلوٰۃ بدعت حسنہ ہے جس کا ثواب ہم اہل سنت ہی کی قسمت میں اللہ عزوجل نے لکھ دیا ہے اور منکر اس ثواب سے محروم ہیں۔

اب گزارش یہ ہے کہ صلوٰۃ کب سے جاری ہے؟ اس کی قدرے تفصیل مع دلائل اور ایسا شخص جو ہمارے سردار معظم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کو بدعت کہے گمراہی ہے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: آپ نے ٹھیک جواب دیا اور جس امر کا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں مطلق حکم دیتا ہو اور خود اپنے ملائکہ کا فعل بتاتا ہو اسے بدعت کہہ کر منع کرنا انہیں وہابیوں کا کام ہے۔ وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا کہ اس کی گمراہی ان سے ہلکی ہے۔ وہ کذب کو اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتا اسی لئے اس نے الاعبادك منهم المخلصين ـ استثنا کردیا تھا یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں۔ قاتلهم الله انى يوفكون۔

صلوٰۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے۔ ساڑھے پانچ سو برس سے زائد ہوئے بلاد اسلام حرمین شریفین ومصروشام وغیرہ میں جاری ہے۔ درمختار میں ہے۔

والتسليم بعد الاذان حدث فى ربع الاخر ٧٨١سبع مائة واحدى وثمانين فى عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث فى الكل الا المغرب ثم فيها مرتين وهو بدعة حسنة.

قول البدیع امام سخاری ہے۔

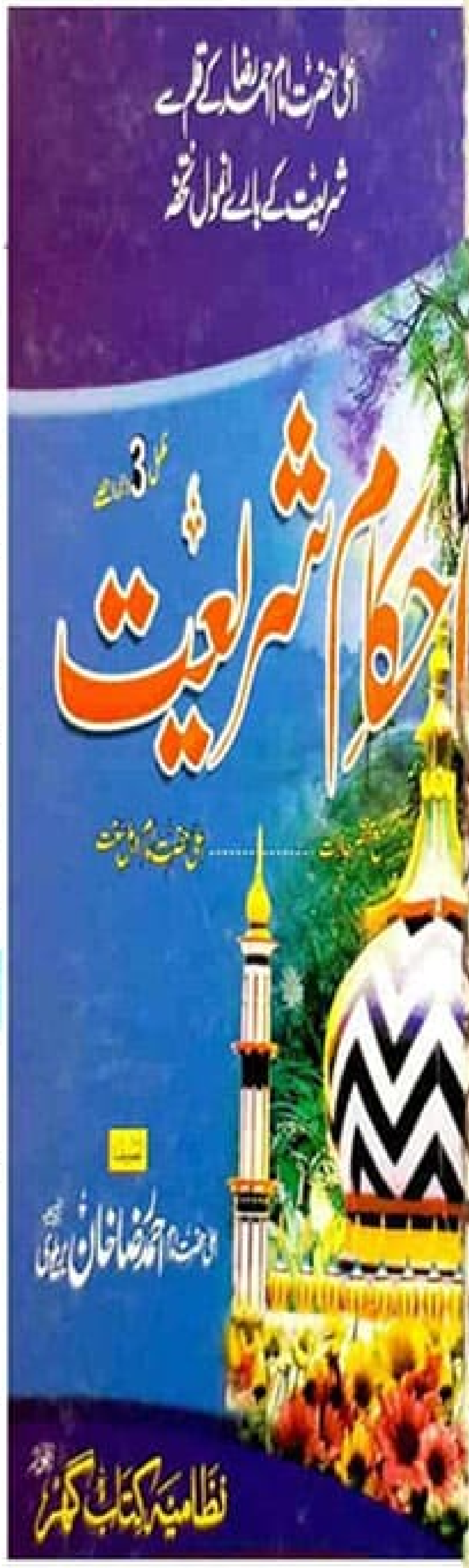

بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی
(جاء الحق صفحہ 220)

درمختار جلد اوّل بحث مستحبات وضو میں ہے۔

وَمُسْتَحَبُّهُ وَهُوَ مَا فَعَلَهُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّةً وَتَرَكَهُ أُخْرٰى وَمَا أَحَبَّهُ السَّلَفُ	مستحب وہ کام ہے جو حضور علیہ السلام نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑا ہو اور وہ کام جسے گذشتہ مسلمان اچھا جانتے ہوں۔

شامی جلد پنجم بحث قربانی میں ہے۔

فَإِنَّ النِّيَّاتِ تَجْعَلُ الْعَادَاتِ عِبَادَاتٍ	کیونکہ نیت خیر عادات کو عبادت بنادیتی ہے۔

اسی طرح مرقاۃ بحث نیت میں بھی ہے۔

ان احادیث وفقہی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جو جائز کام نیت ثواب سے کیا جاوے یا مسلمان اس کو ثواب کا کام جانیں۔ وہ عنداللہ بھی کار ثواب ہے۔ مسلمان اللہ کے گواہ ہیں جس کے اچھے ہونے کی گواہی دیں وہ اچھا ہے اور جس کو بُرا کہیں وہ بُرا۔ گواہی کی نفیس بحث ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو اور اس کتاب میں بھی عرس بزرگان کی بحث میں کچھ اس کا ذکر آویگا۔ انشاءاللہ۔

بدعت واجبہ: وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو۔ جیسے کہ قرآن کے اعراب اور دینی مدارس اور علم نحو وغیرہ پڑھنا اس کے حوالے گذر چکے۔

بدعت مکروہہ: وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جاوے۔ اگر سنت غیر مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سنت مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی۔ اسکی مثالیں اور حوالے گذر گئے۔

بدعت حرام: وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جاوے۔ یعنی واجب کو مٹانیوالی ہو۔

درمختار باب الاذان میں ہے کہ اذان کے بعد سلام کرنا ۷۸۱ھ میں ایجاد ہوا۔ لیکن وہ بدعت حسنہ ہے۔ اس کے ماتحت شامی میں ہے کہ اذان جوق کے بارے میں فرماتے ہیں۔ فَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهُ غَيْرُ مَكْرُوهٍ لِأَنَّ الْمُتَوَارَثَ لَا يَكُونُ مَكْرُوهًا وَكَذٰلِكَ نَقُولُ فِي الْأَذَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْخَطِيبِ فَيَكُونُ بِدْعَةً حَسَنَةً إِذْ مَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ اس سے معلوم ہوا کہ جو جائز کام مسلمانوں میں مروج ہوجاوے باعث ثواب ہے۔

آؤ ہم آپ کو دکھائیں کہ اسلام کی کوئی عبادت بدعت حسنہ سے خالی نہیں۔ فہرست ملاحظہ ہو۔

ایمان: مسلمان کے بچہ بچہ کو ایمان مجمل اور ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے۔ ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دونوں نام بدعت ہیں قرون ثلثہ میں اس کا پتہ نہیں۔

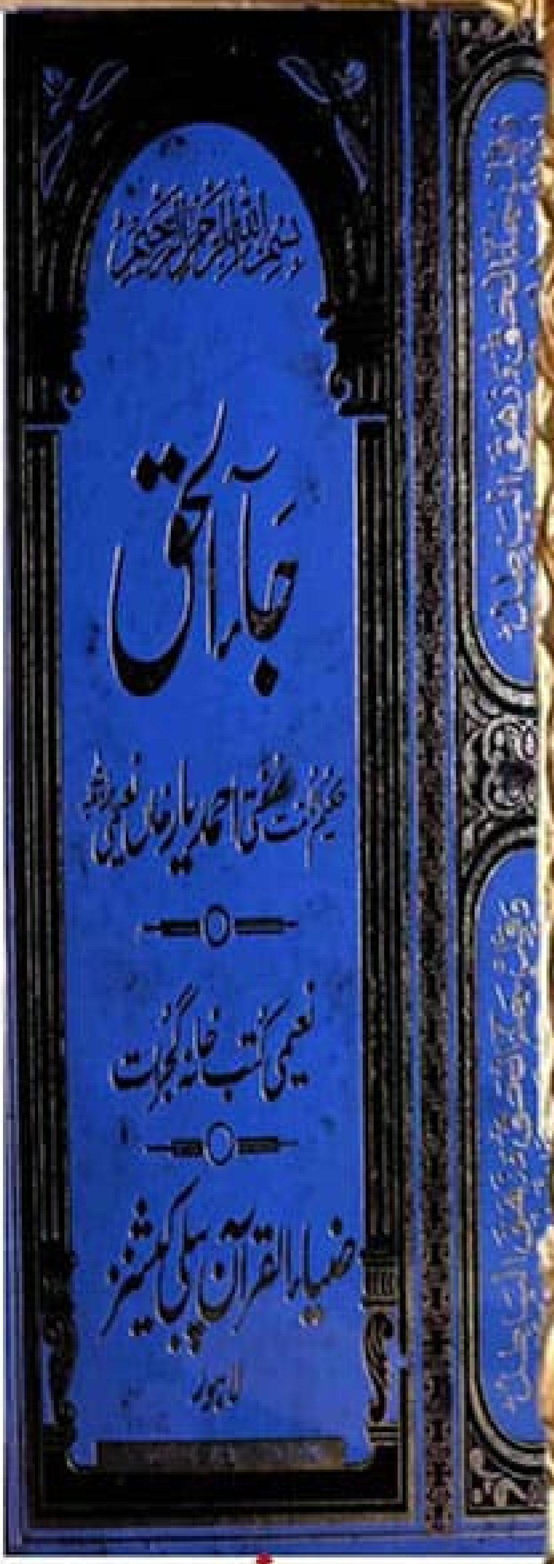

بریلوی شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب بھی 781ھ کے قائل ہے

Ataunnabi.com

لیے دعا رحمت کروں گا تو میرا شمار بھی آپ کے خیر خواہوں اور نمک خوار غلاموں میں ہو جائے گا۔

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کے معمول کا شرعی حکم

اس حدیث میں بظاہر اذان سننے والے کے لیے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے، لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ حکم اذان دینے والے کو بھی شامل ہے، اور اس حدیث میں درود شریف پڑھنے کو سر یا جہر کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا، اس لیے اذان کے بعد آہستہ درود شریف پڑھنا اور بلند آواز سے پڑھنا ہر طرح جائز ہے۔ بعض مساجد میں اذان سے پہلے درود شریف پڑھا جاتا ہے، ہر چند کہ اذان سے متصل پہلے درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے، تاہم اگر اذان کے بعد درود شریف پڑھا جائے تو اس حدیث کے مطابق ہوگا۔ نیز اذان کے بعد درود شریف ہمیشہ جہر کے ساتھ نہ پڑھا جائے بلکہ کبھی آہستہ اور کبھی جہر کے ساتھ پڑھا جائے تاکہ یہ لازم نہ آئے کہ اپنی خواہش سے درود شریف کو علی الدوام جہر کے ساتھ مقید کرلیا ہے۔ بعض مساجد میں اذان سے پہلے علی الدوام جہر سے درود شریف پڑھتے ہیں ہر چند کہ اس کے جواز کی بھی گنجائش ہے تاہم بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں اذان دی جاتی تھی اسی طرح اذان دی جائے اور اذان کے ساتھ اپنی طرف سے کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے، تاہم جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بناء پر اذان سے کچھ پہلے یا کچھ بعد درود شریف پڑھتے ہیں ان کو بدعت سیئہ کہنا بھی حد اعتدال سے تجاوز ہے۔

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کی ابتداء کب سے ہوئی؟

علامہ علائی لکھتے ہیں:

التسليم بعد الاذان حدث في ربيع الآخر سنة سبعمائة واحدى وثمانين في عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث في الكل الا المغرب ثم فيها مرتين وهو بدعة حسنة[1]

اذان کے بعد سلام پڑھنے کی ابتداء ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ ہجری کے ربیع الآخر میں پیر کی شب عشاء کی اذان سے ہوئی۔ اس کے بعد جمعہ کے دن اذان کے بعد سلام پڑھا گیا، اس کے دس سال بعد مغرب کے سوا تمام نمازوں میں دو مرتبہ سلام پڑھا جانے لگا اور مغرب میں ایک بار یہ بدعت حسنہ ہے۔

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

قد احدث المؤذنون الصلوة والسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم عقب الاذان للفرائض الخمس الا الصبح والجمعة فانهم يقدمون ذلك فيهما على الاذان والا المغرب فانهم لا يفعلونه اصلا لضيق وقتها وكان ابتداء

مؤذنوں نے جمعہ اور صبح کے علاوہ فرائض کی تمام اذانوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کر دیا ہے، وہ ان نمازوں میں صلوٰۃ وسلام کو اذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں صلوٰۃ وسلام بالکل نہیں پڑھتے کیونکہ اس کا وقت تنگ

[1] علامہ علاؤ الدین الحصکفی حنفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۰۷ھ

شرح صحیح مسلم

جلد اوّل

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

مگر بریلوی شیخ الحدیث مفتی فیض احمد اویسی صاحب 6ھ کے قائل ہیں۔

(ندائے یارسول اللہ صفحہ222)

وسلام کو پڑھتے ہیں یا بقول مدنی صاحب (صدر مدرس دیوبند) وہابیہ کی طرح اسے نفرت سے دیکھتے ہیں ہمیں قوی امید ہے کہ اپنے اکابرین کے ان عقائد کے پیش نظر اس مسئلہ میں حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اتفاق واتحاد کریں گے اور کم از کم یہ مسئلہ نزاعی نہ رہے گا۔

وہابی کی نشانی اوپر آپ نے پڑھا کہ درود شریف اور بالخصوص "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" سے روکنا اور پڑھنے والوں کو برا بھلا کہنا وہابیوں کی نشانی ہے اور یہ حیلہ اس شخصیت کا ہے جو مخالفین کے نزدیک نہ صرف عالم دین ہیں بلکہ شیخ الاسلام پھر آگے سب کچھ ہیں۔ اب ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس درود شریف سے آج کل کون روکتا بلکہ صرف اس آواز پر آج کل 'دیوبندی وہابی' اور 'سنی بریلوی' کا نزاع برپا ہے۔

سنی کی نشانی مولوی زکریا نے دیوبندی تبلیغی نصاب ص۶۸۸ اور فضائل درود شریف میں لکھا کہ علامہ سخاوی نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت ہونے کی علامت ہے یعنے سنی ہونے کی۔

ناظرین غور فرمائیں کہ درود شریف تو ہم پڑھتے ہی ہیں لیکن رد کرنے والے ہیں خود کہئے وہابی دیوبندی۔ اب مطلب صاف ہے کہ سنی کون ہوا خود کہہ دو کہ بریلوی۔

اذان کے وقت: "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کے وقت پڑھنے کے لئے فقیر کے رسالے کافی ہیں۔ یہاں یہ دکھانا ہے کہ اس کی تاریخی حیثیت کیا ہے تاکہ ناظرین اصل نزاع کو سمجھ سکیں۔

یاد رہے کہ اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام چھٹی صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ایوبی سے رائج ہے

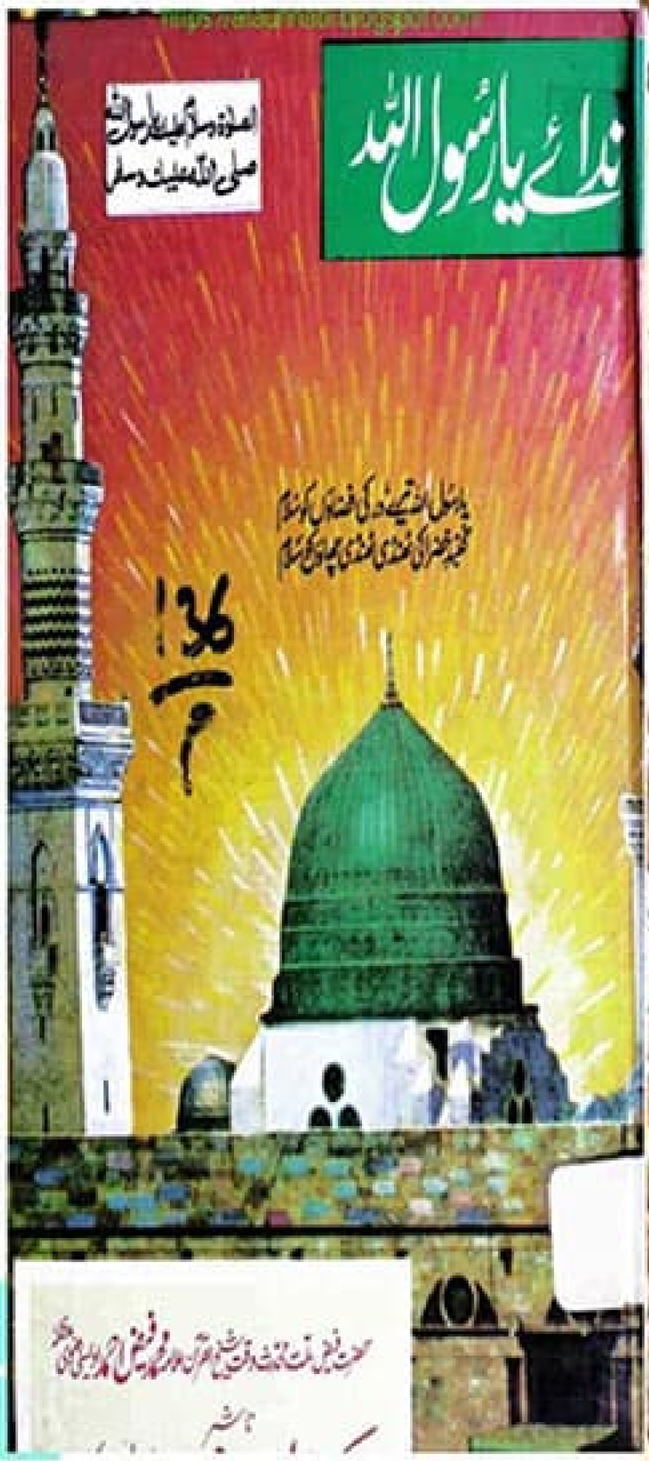

بدعت کا کوئی سر پاؤں تو ہوتا نہیں اس لیے ہر بدعتی اپنا حصہ ڈالتا رہتا ہے بدعت کے حکم میں اہل بدعت کبھی متفق نہیں ہوسکتے۔

یہاں بھی یہی صورت حال ہے

یہاں مدعی خود اس مسئلہ میں دست و گریبان ہے۔

دوسروں کو نصیحت خود میاں فضیحت

مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں۔

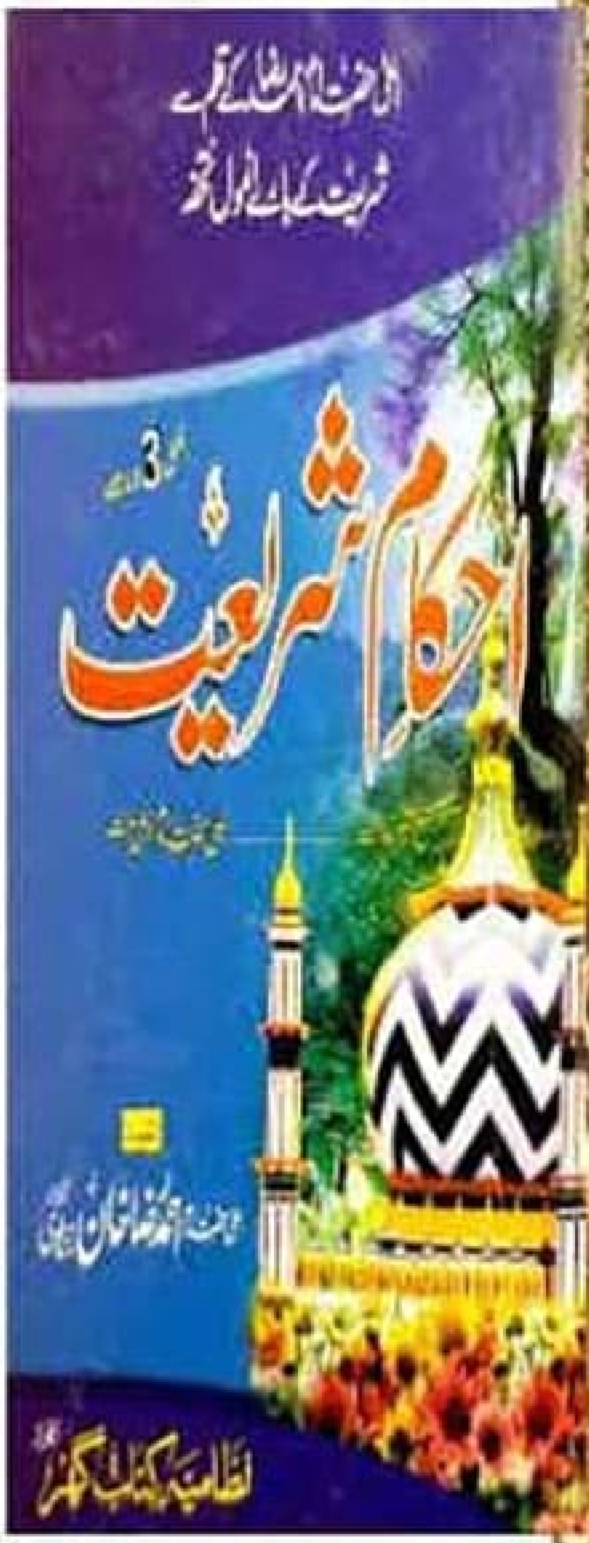

نہیں ہوں جو آپ کو سمجھاؤں۔ اگر آپ اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو آپ میرے ہمراہ شہر میں چلئے۔ وہاں کے عالم آپ کا اطمینان کردیں گے۔ اس پر وہ راضی نہ ہوئے اور بدعت بدعت کرتے رہے اور کہا کہ کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ صلوٰۃ نہ تھی۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ اکثر شہروں میں مثل رامپور وغیرہ کے بعد نماز صلوٰۃ ہوتی ہیں اور ہمارے سردار رسول اکرم نبی معظم ﷺ پر درود اور سلام بھیجنے کو آپ بدعت کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ مدرسہ وسرائے وغیرہ نہیں تھی ان کو بھی آپ بدعت کہتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ یہ بدعت مباح ہے۔ میں نے کہا صلوٰۃ بدعت حسنہ ہے جس کا ثواب ہم اہل سنت ہی کی قسمت میں اللہ عزوجل نے لکھ دیا ہے اور منکر اس ثواب سے محروم ہیں۔

اب گزارش یہ ہے کہ صلوٰۃ کب سے جاری ہے؟ اس کی قدرے تفصیل مع دلائل اور ایسا شخص جو ہمارے سردار معظم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کو بدعت کہے گمراہی ہے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: آپ نے ٹھیک جواب دیا اور جس امر کا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں مطلق حکم دیتا ہو اور خود اپنے ملائکہ کا فضل بتاتا ہوا سے بدعت کہہ کر منع کرنا انہیں وہابیوں کا کام ہے۔ وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا کہ اس کی گمراہی ان سے ہلکی ہے۔ وہ کذب کو اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتا اسی لئے اس نے الاعبادك منهم المخلصين استثنا کر دیا تھا یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں۔ قاتلهم الله انى يوفكون۔ صلوٰۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے۔ ساڑھے پانچ سو برس سے زائد ہوئے بلاد اسلام حرمین شریفین ومصروشام وغیرہ میں جاری ہے۔ درمختار میں ہے۔

والتسليم بعد الاذان حدث فى ربيع الاخر ۷۸۱ سبع مائة واحدى وثمانين فى عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث فى الكل الا المغرب ثم فيها مرتين وهو بدعة حسنة.

قول البدیع امام سخاوی ہے۔

سوال گندم جواب چنا

فاضل بریلوی صاحب سے سوال اذان کے متعلق پوچھا گیا مقصد تو شریعت اسلام سے کوئی دلیل دیتے مگر بدعت کی دلیل کہاں سے ملے بدعت تو بدعت ہے۔

امام بدعت فاضل بریلوی صاحب نے محبت ابلیس کا ثبوت دیتے ہوئے رخ بدلہ اور درود شریف کی بحث چھیڑ دی کم از کم درود شریف پڑھنے کا منکر روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہے۔ اگر اس جاہلانہ جواب کو دیکھ کر فیصلہ کریں تو

پہلی آٹھ صدیوں میں مسلمانوں خصوصا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین ائمہ فقہاء کرام ،محدثین یہ سب منکرین درود تھے انکو یہ محبت حاصل تھی نہ انکو درود شریف کی قدر و منزلت کہ وہ اذان کے شروع میں صلوۃ و سلام پڑھتے۔
خاص محبت ابلیس میں اس حد تک اندھے ہوچکے کہ اللہ رب العزت کے ٹھکرائے ہوئے مردود ابلیس سے بھی بڑا گمراہ کسی کو سمجھتے ہیں۔
استغفر اللہ العظیم

مولانا عطاء محمد چشتی گولڑوی صاحب کے نزدیک توجو اذان کے ساتھ یہ صلوۃ وسلام پڑھنے سے منع کرے وہ درود پاک کا ہی منکر تصور ہوگا اور پڑھنے سے روکنے والا بدعت سیئہ کا مرتکب ہے۔

یعنی بدعت پر عمل کرنے والا پکا عامل سنت ہے۔اور عمل بدعت سے منع کرنے والا بدعتی ہو گا کیا درجہ ہے پڑھی لکھی جہالت کا اگر یہ علم والے ہیں تو پھر انکا پیشواء مولانا احمد رضا خان کے علاوہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ایسے علم والے کے امام ہونے کی

وجہ سے آپ جاہلوں کے پیشواء مشہور ہوئے۔

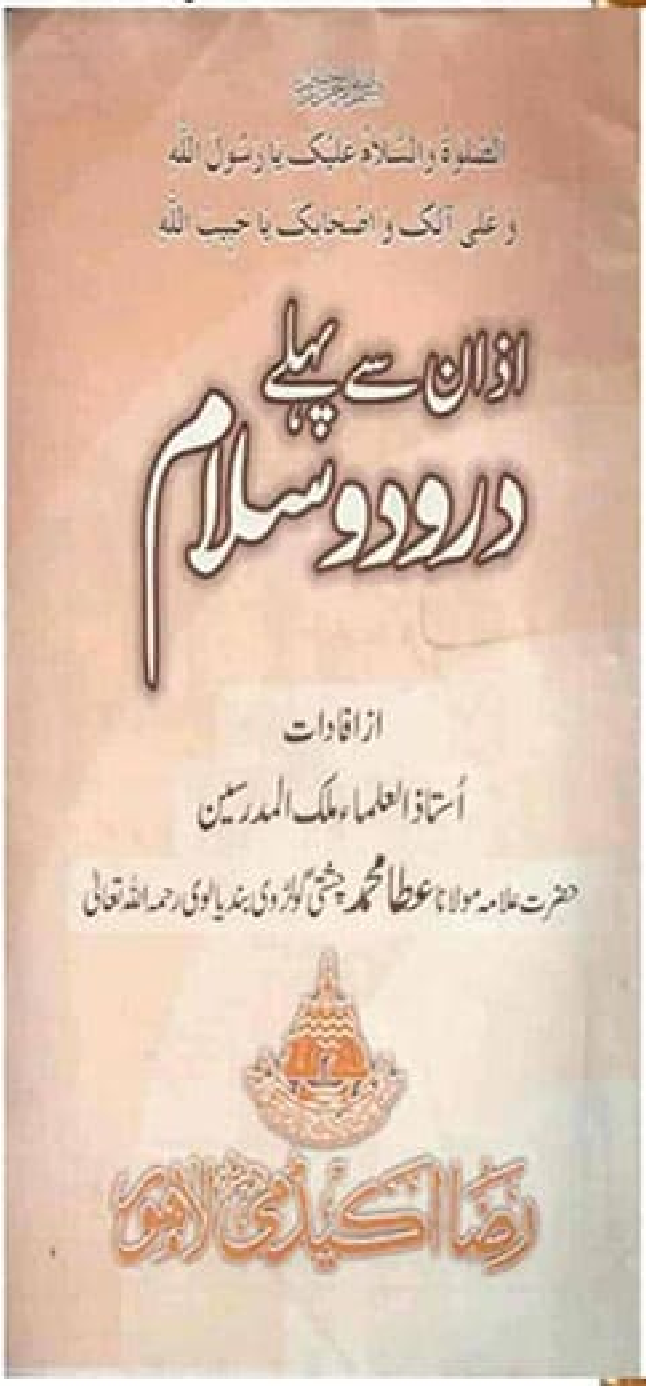

نام نہاد کا یہ استدلال باطل محض ہوگا، کیونکہ درود وسلام قبل از اذان کتاب اور سنت قولی سے ثابت کیا جاسکتا ہے اور تمہیدی مقدمات کے بعد یہ فقیر ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب وسنت قولی سے اسکو ثابت کرے گا انتظار فرمائیے۔

بندہ نے جو اصول فقہ کا قاعدہ ذکر کیا ہے اس پر دلیل ملاحظہ ہو، اصول شاشی میں ہے:

"الاحتجاج بلادليل انواع منها الاستدلال بعدم العلة على عدم الحكم (الى) بمنزلة مايقال لم يمت فلان لانه لم يسقط عن السطح ٥"

"یعنی اگر کوئی آدمی اس طرح استدلال پیش کرے کہ حکم اور مدلول اس لئے معدوم ہے کہ اس کی علۃ معدوم ہے، مثلاً یہ کہے کہ فلاں آدمی نہیں مرا، اس لئے کہ چھت سے نہیں گرا تو یہ استدلال بلا دلیل اور باطل ہے۔"

البتہ اگر کسی حکم اور مدلول کی علۃ اور دلیل صرف ایک ہی ہے تو اس صورت میں یہ استدلال درست ہوگا۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ دلیل اور علۃ خاص کی نفی سے مدلول اور معلول کی نفی نہیں ہوتی، البتہ مدلول اور معلول کی نفی سے ہر دلیل اور علۃ کی نفی ہو جاتی ہے۔

وجہ سوم: کسی نام نہاد منکر درود وسلام کا یہ کہنا کہ درود وسلام قبل اذان اس لئے بدعت اور جائز نہیں کہ اس کے متعلق سنت فعلی نہیں ہے تو منکر کے اس قول سے درود وسلام کا بدعت ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ یہ منفی طرز استدلال ہے اگر تم نے اس کو بدعت ثابت کرنا ہے تو اس کے لئے تم پر لازم ہے کہ کتاب وسنت سے کوئی ایسی دلیل لاؤ جس کا معنی ہی یہ ہو کہ قبل از اذان درود وسلام نہ پڑھو اور یہ بدعت ہے۔ اگر منکر میں ہمت ہے تو ایسی دلیل پیش کرے لیکن قاعدۂ احناف کے مطابق یہ دلیل خبر متواتر یا خبر مشہور ہو: "فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التى وقودها الناس والحجارة"۔ نص قطعی سے ثابت درود شریف کا منکر نار اور آگ کا ایندھن ہوگا۔

وجہ چہارم: آنحضرت ﷺ کی سنت کی دو قسم ہیں۔ سنت قولی اور فعلی۔ سنت قولی آپ ﷺ کے فرمان کو کہتے ہیں اور سنتِ فعلی آپ ﷺ کا فعل اور کام ہے کہ آپ ﷺ نے

ان معاندین منکرین منصوص درود وسلام پر حیرت ہے کہ درود وسلام پر حدیث فعلی غیر اقوی اور مختلف فیہ طلب کرتے ہیں اور اس کی نفی پر درود وسلام منصوص کو بدعت قرار دیتے ہیں اور کتاب اللہ جل شانہٗ اور حدیث قولی آنحضرت ﷺ کو نظر انداز کر جاتے ہیں، یہ کھلا عناد اور جہالت ہے۔ یہاں تک پانچ تمہیدی مقدمات ختم ہوئے۔

مقدمۂ ششم: رابطہ عالم اسلامی اور تنظیم المساجد عالمی کی طرف سے جو سرکلر جاری ہوا ہے اور اس کی تائید پاکستان میں اس تنظیم کے کاسہ لیسوں نے کی ہے، اس سرکلر کے الفاظ یہ ہیں کہ اذان سے قبل ان اعمال سے اجتناب کیا جائے جو بطور بدعت ایجاد کردہ ہیں اور پھر تصریح کر دی کہ اس بدعت سے مراد درود وسلام ہے جو کہ اذان سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور پھر معاندین اور دشمنان درود وسلام نے اپنی جہالت کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ درود وسلام نہ اذان کے پہلے جائز ہے اور نہ بعد۔ لہٰذا اس کی حمایت نہیں کی جاسکتی۔

سو بندہ گزارش کرتا ہے کہ درود وسلام اذان سے پہلے پڑھنا اور اذان کے بعد پڑھنا کتاب وسنت سے ثابت ہے اور ثواب اور برکت کا سبب ہے اور اس عمل خیر کو رد کرنا یہ بدعت سیئہ ہے۔ لہٰذا ان مبتدعین کے منہ میں لگام دینے کی ضرورت ہے جو درود وسلام کو بدعت کہتے ہیں۔ ہم اہل سنت وزارت مذہبی امور سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا پاکستان بے شمار قربانیوں کے بعد اسی لئے قائم ہوا تھا کہ یہاں وزارت مذہبی امور کی طرف سے درود وسلام کو بدعت قرار دیا جائے گا اور نیز یہ کہا جائے گا کہ درود وسلام سے مسجد کا تقدس مجروح ہوتا ہے؟ کیا کوئی کلمہ گو بقائمی ہوش وحواس ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟

ہم وزیر صاحب سے مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں کہ جو مساجد اوقاف کے قبضہ میں ہیں انکی آمدن تو محکمہ ہڑپ کر جاتا ہے اور مسجد کے مصارف از قبیلۂ صفیں اور پانی اور بجلی اور رمضان المبارک میں ختم کے موقع پر شیرینی کی تقسیم اہل محلہ اپنی گرہ سے ادا کرتے ہیں۔ جناب والا مسجد کا تقدس تو اس سے مجروح ہو رہا ہے نہ کہ درود وسلام سے۔ جس کا حکم کتاب و سنت میں ہے۔ ہمارے خیال میں وزیر صاحب نے جو تقدس کے مجروح ہونے کے الفاظ

معلوم کرنے کے طریقے کتاب وسنت اور کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ یہ منکرین ان طریقوں سے بالکل ناواقف ہونے کی وجہ سے ان پر عمل نہیں کرتے اور اوقات کی پہچان ان کے نزدیک گھڑیوں اور گھڑیالوں پر موقوف ہے۔ گھڑی پر وقت ہو گیا تو یہ اذان دے دیتے ہیں، خواہ شرعی قواعد کے مطابق وقت نہیں ہوتا، خصوصاً شام کے وقت انکی اذان بے وقت ہوتی ہے اور رمضان المبارک میں اس بے وقت اذان سے اپنے اور لوگوں کے روزے خراب کرتے ہیں اور انکی دلیل یہ ہے کہ ہم تعجیل فی الافطار پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ انکا عمل تعجیل فی الافساد ہے۔ تعجیل فی الافطار یہ ہے کہ افطار کا وقت ہو جائے تو افطار میں جلدی کرنی چاہیے۔ وقت سے پہلے روزہ کے افساد میں تعجیل ہے جو کہ مذموم ہے۔ بندہ ان کو چیلنج کرتا ہے کہ کتاب وسنت کے مطابق شام اور افطار صوم کا وقت بیان کریں۔

جب ان منکرین درود وسلام کا کوئی نجدی معزز مہمان آتا ہے تو یہ لوگ کثیر تعداد میں ائرپورٹ اور اسٹیشن پر اس کا استقبال کر کے جلوس کی شکل میں اس کو قیام گاہ پر لاتے ہیں اور پھر اس کو پرتکلف استقبالیہ دیتے ہیں۔ جس پر پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے اور پھر اس نجدی مہمان کو سپاس نامہ پیش کرتے ہیں اور انکی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ ان سب بدعات کو تو یہ نام نہاد اہل توحید سنت جانتے ہیں اور اگر اہل سنت میلاد شریف کی خوشی میں کھانا تقسیم کریں تو یہ لوگ اس کو فضول خرچی قرار دیتے ہیں اور مجلس میلاد شریف کو نعوذ باللہ جنم کنہیا سے تشبیہ دیتے ہیں اور میلاد شریف کے جلوس کو بدعت قرار دیتے ہیں اور ان کا استدلال وہی منفی طریقۂ استدلال ہے کہ چونکہ یہ کام آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا۔ لہٰذا ناجائز اور بدعت ہے اور ان کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ کتاب وسنت سے اس کا جواز تلاش کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ میلاد شریف کا اصل کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں وارد ہے، قولہ تعالیٰ:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا"

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کو مومنوں میں مبعوث فرما کر احسان کیا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نعمت عظمیٰ ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی اپنا

ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کی گواہی

دین رضا کے پیروکار جہلا ہیں اور مولانا احمد رضا خان بریلوی

جاہلوں کے پیشواء

(فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ 5)

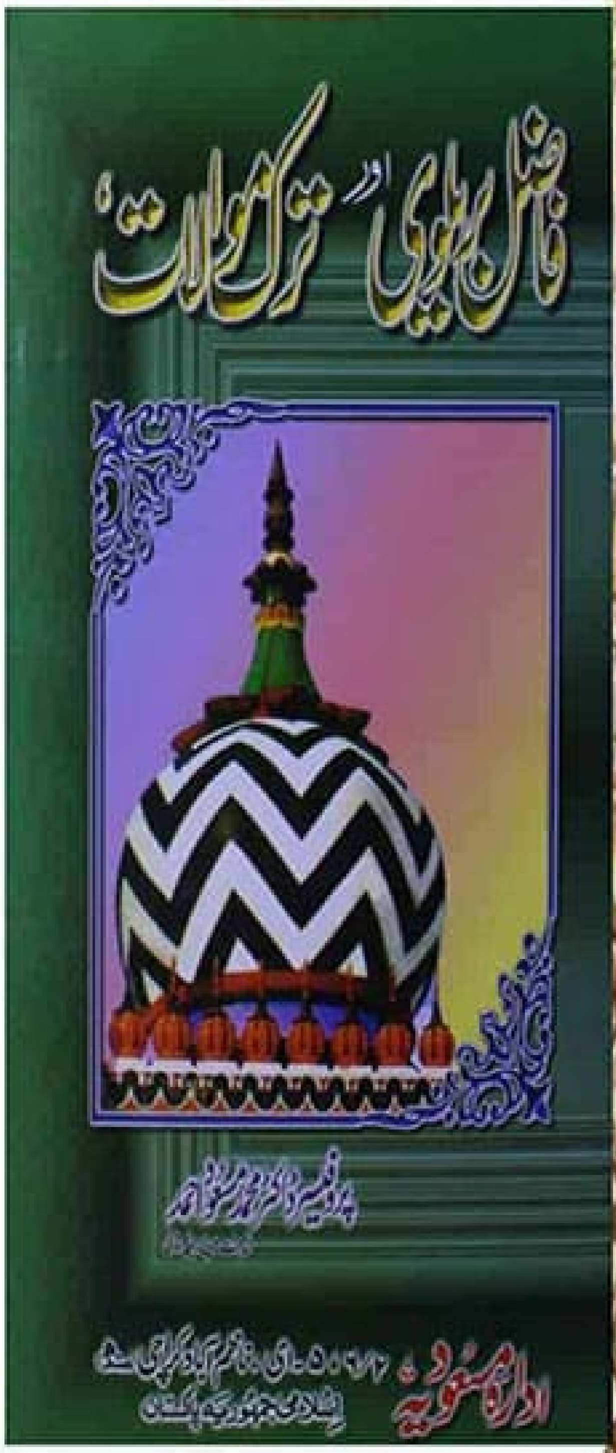

۵

پیش لفظ

مارچ ۱۹۷۰ء میں کوئٹہ کے زمانۂ قیام کے دوران ... مرکزی مجلس رضا لاہور کا ایک گشتی مراسلہ ملا جس میں تحریر تھا کہ اراکین مجلس ... ایک مجموعۂ مقالات بعنوان "انوار رضا" شائع ہو رہا ہے جس میں فاضل بریلوی پر مختلف اہل علم ... کے مضامین شامل ہوں گے اس لیے فاضل بریلوی پر کوئی ایک ... لکھا جائے۔ کچھ عرصہ پہلے جناب اختر شاہجہاں پوری نے مجھ سے ایک مقالہ کی فرمائش کی تھی ... عدم فرصتی کی وجہ سے راقم نے معذرت پیش کر دی تھی مگر اختر صاحب ... نے ... پھر تقاضا فرمایا۔ چنانچہ ان دونوں حضرات کی محبت ... فاضل بریلوی سے راقم کے تعلق خاطر نے مجبور کر دیا کہ کچھ نہ کچھ لکھا جائے۔ پیش نظر عنوان کا انتخاب کیا ... مصروفیت کی وجہ سے اس کا نبا ہنا مشکل ہو گیا۔ بہرکیف اپنی سی کوشش کی ... نومبر ... میں ... مرکزی مجلس رضا کی خدمت میں ارسال کر دیا، موصوف نے چند ضروری اضافوں کی تجویز ... مقالہ واپس ارسال فرما دیا، چنانچہ یہ اضافے کر دیے گئے اور حسب ہدایت ... حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی خدمت میں ارسال کر دیا گیا جو اب ہدیۂ قارئین ہے۔

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں آپ کا صحیح تعارف نہ کرایا جا سکا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک بالکل نابلد ہے چنانچہ ایک مجلس میں جہاں یہ راقم بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا کہ "مولینا احمد رضا خان کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں" گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے، انا للہ وانا الیہ راجعون —

دین رضا کے ایک اور شخصیت

استاد العلما مولانا عطاء محمد بندیالوی صاحب لکھتے ہیں۔

اذان سے قبل صلوۃ و سلام پڑھنا سنت الہیہ و سنت ملائکہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا : آیت شریفہ کا خلاصہ اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی، غیب بتانے والے پر درود بھیجتے ہیں (ﷺ) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے تم بھی اس پر درود پڑھو اور سلام۔

اس آیت مبارکہ میں صلوٰۃ کا ذکر دو دفعہ آیا ہے اور سلام کا ذکر ایک دفعہ۔ پہلے صلوٰۃ کے متعلق یہ ذکر کرتا ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ کرتے ہیں۔ اس میں امر ترغیبی ہے کہ ایمان والوں کو بھی وہ کام اور ذکر کرنا چاہیے، جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں، اور یہ صرف اچھا کام ہی نہیں بلکہ بہت ہی اچھا ہے اور اس ذکر کو یصلون مضارع کے صیغہ سے بیان کیا گیا ہے جو کہ دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ یہ صیغہ یصلون مطلق ہے، وقت کی کوئی تحدید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کس وقت درود پڑھتے ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ ہر وقت پڑھتے ہیں اور اذان سے قبل اور اذان کے بعد اوقات کے بھی اس میں داخل ہیں۔

مزید برآں یہ مضارع دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود شریف بھیجتے ہیں اور اس ہر وقت میں اذان سے پہلے اور بعد کا وقت بھی داخل ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان ہر دو وقت میں درود بھیجتے ہیں اور چونکہ مومنوں کو درود شریف کی ترغیب دی گئی ہے کہ تم بھی اسی طرح درود پڑھو، تو اب مومنین یہ اتباع اسی وقت کر سکتے ہیں کہ وہ بھی ہر فارغ وقت میں درود شریف پڑھیں، تو ثابت ہوا کہ اذان سے پہلے اور بعد درود شریف پڑھنا سنت الٰہیہ اور سنت ملائکہ ہے اور ان اوقات میں درود شریف پڑھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اس کے فرشتوں کی اتباع ہے، اب اگر کوئی نام نہاد عالم کٹر ہو یا گلابی، یہ کہے کہ اذان سے پہلے اور بعد درود شریف پڑھنا بدعت ہے تو اس سے دو گستاخیاں سرزد ہوئیں۔

اول: یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی اتباع کو اس نے بدعت قرار دیا۔

دوم: یہ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے سلام اللہ علیہم ہمیشہ درود شریف بھیجتے ہیں اور اذان سے قبل اور بعد کا وقت بھی اس ہمیشہ میں داخل ہے لہٰذا ان نام نہادوں نے اللہ

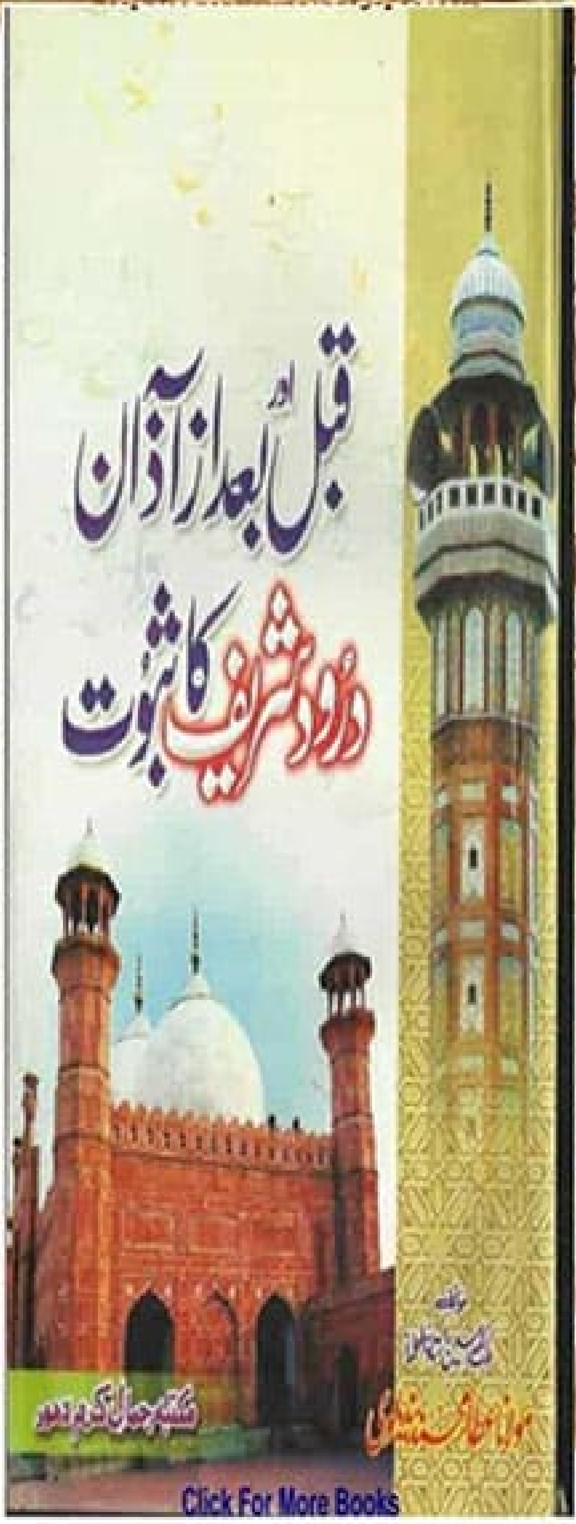

یہاں تک کے حوالہ جات کی روشنی میں چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔

کہ قبل اذان صلوۃ وسلام پڑھنا

سنت الٰہیہ ہے

سنت ملائکہ ہے

مستحسن عمل ہے

اسکا تارک درود شریف کا منکر تصور ہو گا

اس سے روکنے والا بدعت سیئہ کا مرتکب ہے

تصویر کا دوسرا رخ

چاہیے تو یہ تھا کہ تمام رضا خانی آنکھیں بند کر کہ اس تحقیق پر سر تسلیم خم کر دیتے مگر نہیں آج تک بریلوی

اس مسئلہ میں دست و گریبان ہیں
ہر کوئی اپنا ہی راگ الاپ رہا ہے مگر بدعت تو بدعت ہے یہ بدعت کی نحوست ہی ہے کہ بریلوی حضرات دوسری بدعات کی طرح اس پر بھی متفق نہیں ہو سکے اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔
اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھتے ہیں کہ بظاہر قبل اذان صلوۃ وسلام متفق نظر آنیوالوں کے ہاں کس قدر اختلاف ہے

بدعت کسے کہتے ہیں

بریلوی علامہ مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی صاحب حضرت شیخ علامہ سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتاب راہ سنت کا جواب مصباح سنت کے نام سے لکھ کر معرکہ مارا اپنے حساب سے خیر وہ بدعت کی تعریف لکھتے ہیں۔ حالانکہ کہ عقلمندی کا تقاضا تھا کہ وہ پہلے گھر کی خبر لے لیتے تو بہتر تھا سکین آپ حضرات کی خدمت میں پیش ہے ملاحظہ فرمائیں۔ بلا تبصرہ

گکھڑوی معیار بدعت کا قلع قمع

پھر موضوع کتاب کے پیش نظر انہوں نے جو تقریظ گکھڑوی صاحب کو عنایت فرمائی ہے اس کے تو کہنے ہی کیا ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ چند لفظوں میں انہوں نے موصوف کی پوری راہ سنت کا ملیا میٹ اور کباڑا کر کے رکھ دیا ہے جس کے بعد اس کے جواب میں کچھ نہ بھی لکھا جائے تو اس کیلئے ان کے یہی چند لفظ بھی کفایت کریں گے۔ کچھ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ گکھڑوی صاحب کے نزدیک بدعت سیئہ کا مصداق کسی چیز کی ہیئت ترکیبی ہے جو بعینہٖ ہو بہو اور صریحاً قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو جبکہ اہلسنت کے ہاں بدعت سیئہ کسی امر کی شرعی حیثیت کو بدل کر اسے شریعت سمجھنے کا نام ہے گکھڑوی صاحب کے مقرظ موصوف نے نہ صرف یہ کہ اہلسنت کے موقف کے مطابق لکھا ہے بلکہ اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر مبنی ہونا بھی نہایت غیر مبہم طریقہ سے مان لیا ہے چنانچہ انہوں نے اس بحث میں مسند احمد کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کر کے اس کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے "ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احداث بدعة۔

کسی بھی قوم نے کوئی بدعت (دین میں) ایجاد نہیں کی کہ اس کی مثل سنت اس قوم سے اٹھا نہ لی گئی ہو۔ پس سنت کو تھامے رہنے ہی میں خیر ہے۔ بہ نسبت نئی نئی بدعات نکالنے کے" اھ بلفظہٖ۔

ملاحظہ ہو:۔ (راہ سنت ص) نیز اسی کی مانند ایک حدیث ص پر بھی نقل کی ہے۔

مقرظ صاحب نے اس میں واضح طور پر مان لیا ہے کہ بدعت کی مرکزی صفت

بدعت کی تعریف خود بانی دین رضا کے قلم سے

اندر ہوتی تھی یا باہر؟

(۲) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں کہاں ہوتی تھی؟

(۳) فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں؟

(۴) اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم و رواج پر اور جو رسم و رواج حدیث شریف و احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و فقہ کا حکم ہے یا رسم و رواج پر اڑا رہنا۔

(۵) نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو ان کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو۔

(۶) مکہ معظمہ مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات دربارِ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار موذنوں کے فعل اگرچہ خلاف شریعت و حدیث و فقہ ہوں۔

(۷) سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو سنت زندہ کی جائے گی یا سنت مردہ۔ سنت اس وقت مردہ کہلائے گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی۔

(۸) علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اس وقت ان پر اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے۔ اگر وہ اعتراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کرنے کی کیا ضرورت ہو گی۔

(۹) جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(۱۰) جن مسجدوں میں ایسے منبر بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے۔ اگر موذن باہر اذان

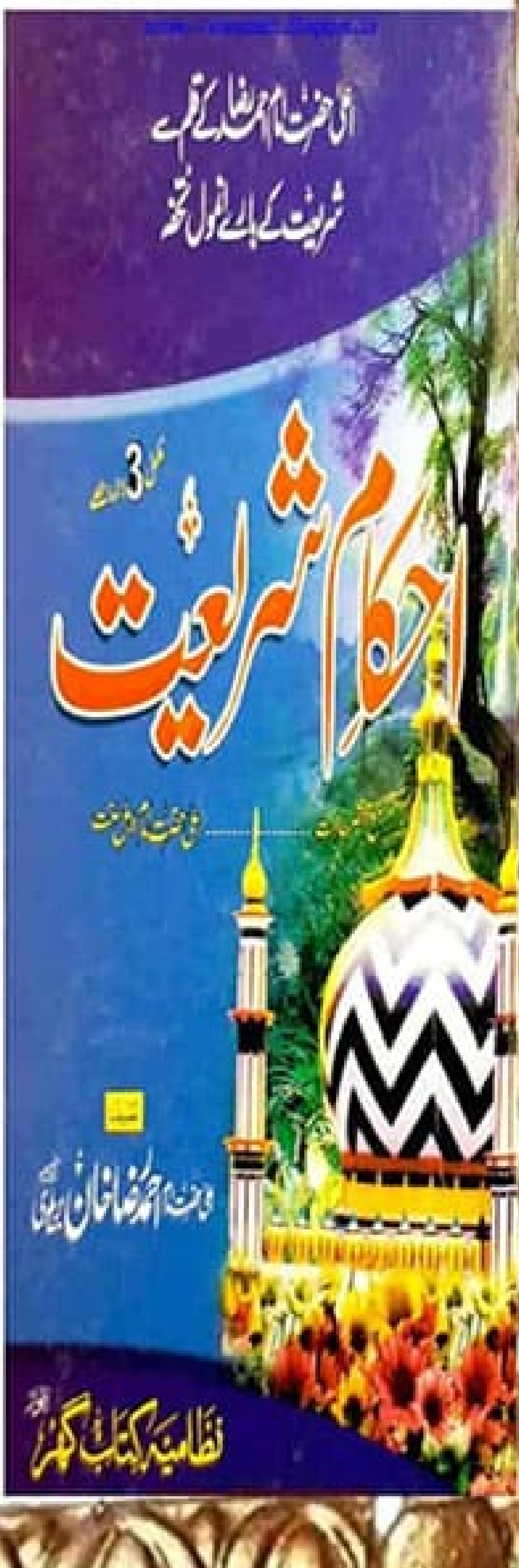

ایک اور بریلوی مولانا محمد صالح صاحب لکھتے ہیں

باب پنجم

ایصالِ ثواب کے مروج و متوارث طریقوں کا بیان

تمہید

ایصالِ ثواب کے مروجہ طریقوں، مثلاً سوم، دہم، چہلم و فاتحہ خوانی، عرس وغیرہ پر سب سے بڑا اور اصولی اعتراض جو کیا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ بدعت ہے۔ قرونِ اولیٰ اور سلفِ صالحین سے یہ کام منقول نہیں ہے۔ لہٰذا پہلے ضروری ہے کہ بدعت کی تشریح کی جائے۔ بدعت کے دو معنی ہیں ایک لغوی دوسرے اصطلاحی۔

بدعتِ لغوی: لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں۔ خواہ عبادت کی قسم سے ہو یا عادت کی قسم سے۔ اس معنی کے اعتبار سے ہر چیز کو اس کے ماسبق کے اعتبار سے بدعت کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً دینِ اسلام باعتبار دینِ عیسوی کے بدعت ہے۔ جماعتِ تراویح بھی بمقابلہ رسول اللہ ﷺ کے طریق ادا کے بدعت ہے۔

بدعتِ اصطلاحی: اصطلاح شرع میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں، جو امور دینیہ سے سمجھی جائے، مگر کسی دلیل شرعی سے اس کا ثبوت نہ ملتا ہو نہ کتاب اللہ سے، نہ احادیث نبویہ سے، نہ اجماع مجتہدین سے، نہ قیاسِ شرعی سے، اس معنی کے لحاظ سے بدعت کی کوئی قسم سوا مذمومہ کے نہیں ہو سکتی اور اسی معنی کے اعتبار سے حدیث شریف میں وارد ہے۔ "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" ۔ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔

فقہاء کے نزدیک بدعتِ اصطلاحی، وہ بدعت ہے، جو مذموم ہے اور جو

تحفة الاحباب

فی مسئلة

اِیصالِ الثواب

مؤلفہ

عالم ربانی عارف حقانی

حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی مجددی

رحمہ اللہ

المولود ۱۸۹۶ء

المتوفی اگست ۱۹۵۹ء

المدفون

مجدرس والی (سیالکوٹ)

امید ہے اس وضاحت کے بعد مفتی عبدالمجید صاحب کو بدعت کی تعریف سمجھ آگئی ہو گی۔
اب آگے چلتے ہیں شاید بہت کم دوست جانتے ہو گئے کہ باقاعدہ اس بدعت کے خلاف بریلوی حضرات نے اشتہار بھی شائع کیا جسکا عنوان

اذان سے قبل صلوۃ، تسمیہ، تعوذ بلند آواز سے پڑھنا غیر مشروع نا جائز اور بدعت ہے

اذان سے قبل صلوٰۃ تسمیہ تعوذ بلند آواز سے پڑھنا غیر مشروع ناجائز اور بدعت ہے

... جماعت ... احمد رضا خان صاحب بریلوی
... مفتی محمد حسین ... حزب الاحناف ... فتاویٰ

سوال

جواب

از دار العلوم حزب الاحناف

سوال

الجواب هو الموافق للصواب

شائع کردہ: مرکز سواد اعظم اہل سنت والجماعت آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ دار الحق ٹاؤن شپ سکیم لاہور

ہو سکتا ہے دین رضا کے پیروکار کو مروڑ اٹھے کہ یہ جھوٹ ہے فراڈ ہے خود ایڈٹ کر کے اہلسنت والجماعت اصلی حنفی دیوبند والوں نے بنایا ہے تو اسکا بھی حل ایک مشہور معروف بریلوی مولانا نے حل کر دیا ہے۔

مفتی غلام سرور قادری صاحب نے پوری ایک کتاب اس کے رد میں لکھی ہے۔

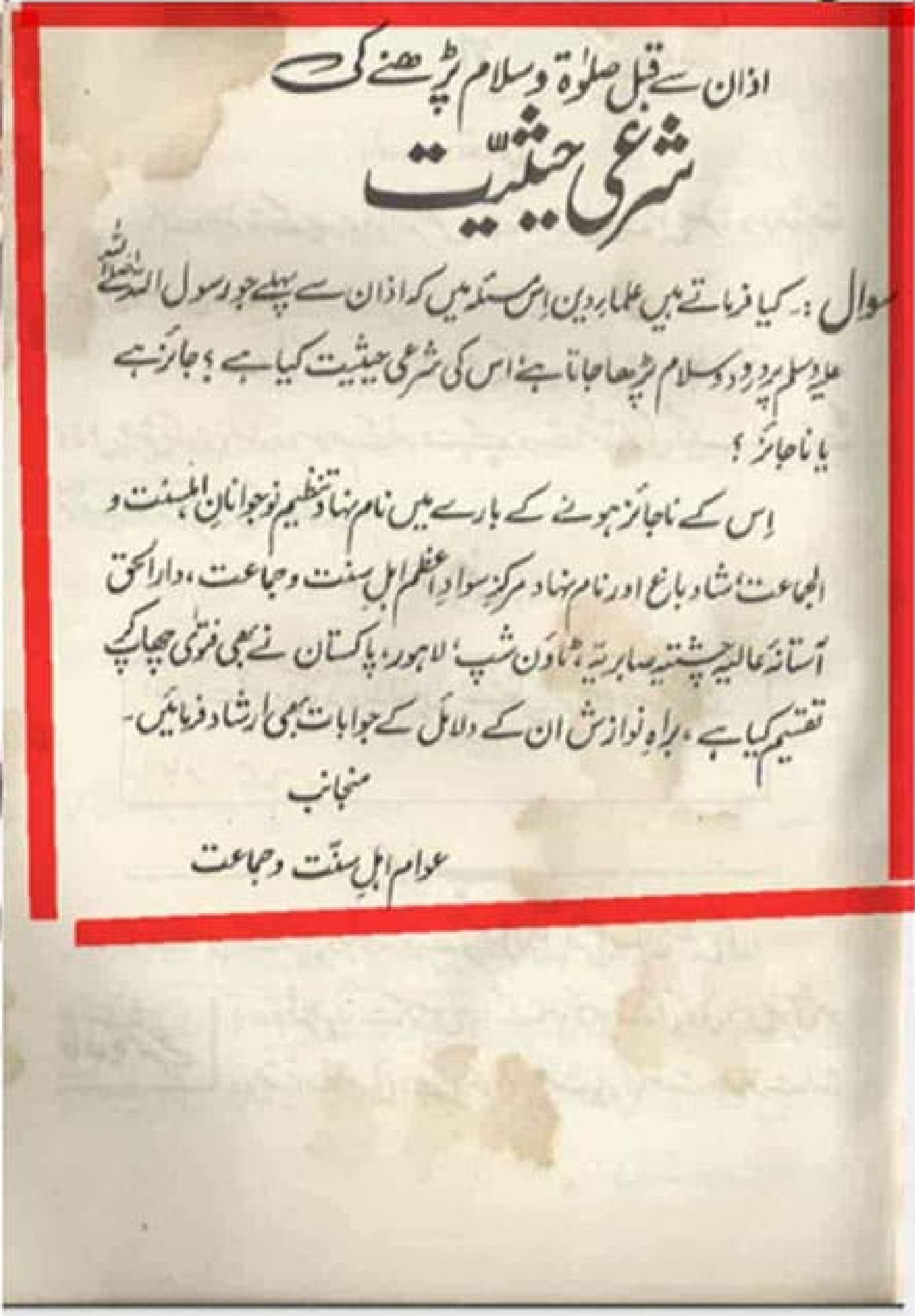

اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی

شرعی حیثیت

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان سے پہلے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ جائز ہے یا ناجائز ؟

اس کے ناجائز ہونے کے بارے میں نام نہاد تنظیم نوجوانانِ اہلسنت و الجماعت شادباغ اور نام نہاد مرکزِ سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت، دارالحق آستانۂ عالیہ چشتیہ صابریہ، ٹاؤن شپ لاہور، پاکستان نے بھی فتویٰ چھاپ کر تقسیم کیا ہے، براہِ نوازش ان کے دلائل کے جوابات بھی ارشاد فرمائیں۔

منجانب

عوام اہلِ سنت وجماعت

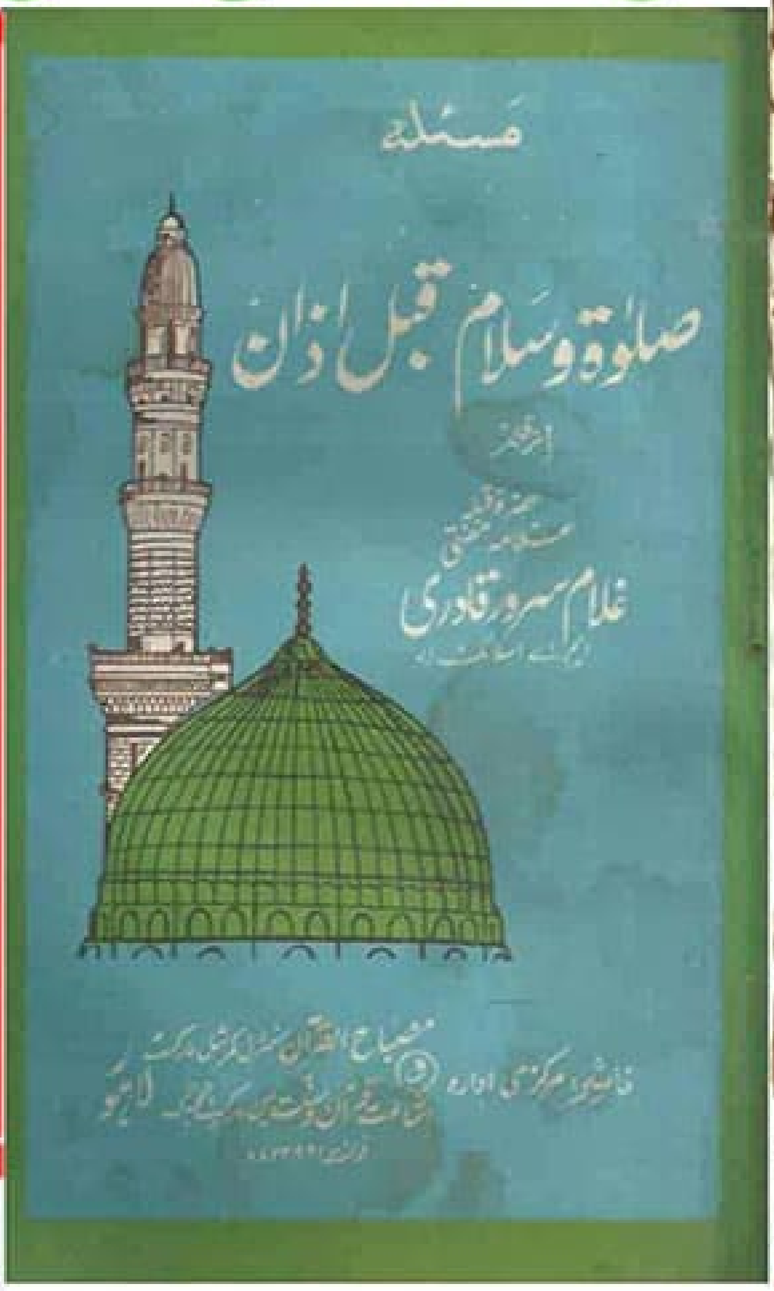

چلیں آپ کو بریلی شریف انڈیا لے کر چلتے ہیں دین رضا کا گڑھ وہاں بھی اس بدعت پر عمل نہیں ہو رہا

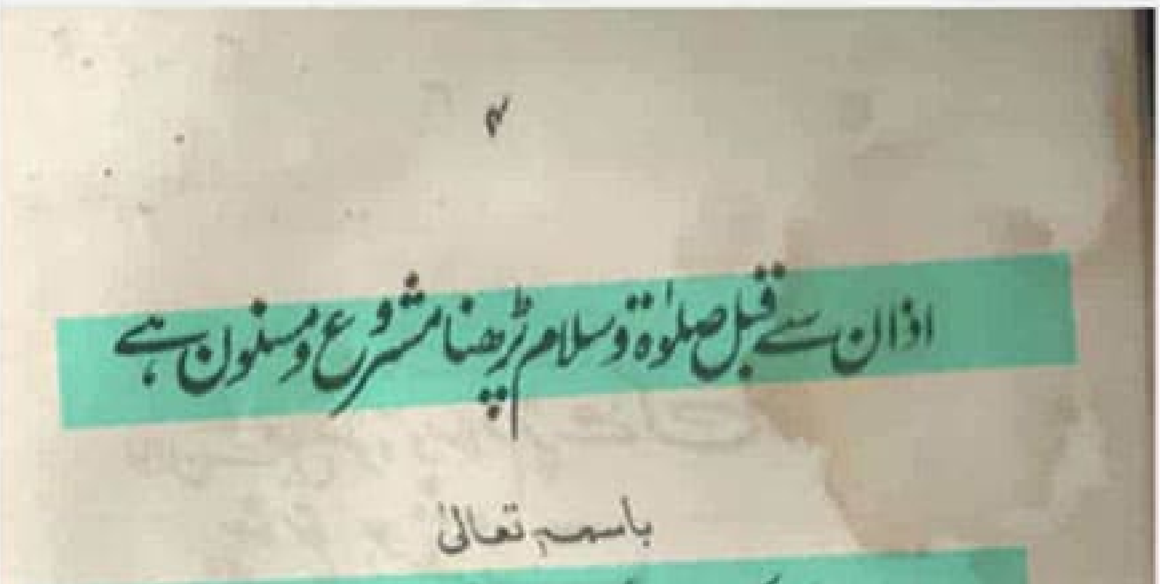

۴

اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا مشروع ومسنون ہے

باسمہٖ تعالیٰ

حمد وصلوٰۃ کے بعد جواباً معروض ہے کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا مشروع ومسنون ہے۔

وہاں بھی اذان سے پہلے درود سلام پڑھنے کا رواج نہیں تھا۔

مرکزِ اہل سنت بریلی شریف کا معمول

استاذ العلماء حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری خلیفہ مجاز شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب نوری پاکستان و محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب و قطب مدینہ حضرت شاہ ضیاء الدین قادری مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ نے بندہ مؤلف سے بیان فرمایا کہ میں بریلی شریف میں شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت الشاہ مصطفےٰ رضا کہ خاں صاحب نوری رحمہ اللہ کی خدمت میں کہ اکابر علماء و مشائخ اہل سنت ان کے تلامذہ و خلفاء میں سے ہیں' حضرت محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی ان سے خلافت و تلمذ کا شرف حاصل ہے 'بارہ دن حاضر رہا' حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ کی موجودگی میں نہ قبل الاذان باآواز بلند صلوٰۃ والسلام پڑھا جاتا تھا اور نہ نماز کے فوراً بعد ذکر بالجہر ہوتا تھا۔ اور حضرت قبلہ تمام نمازیں مسجد میں باجماعت ادا فرماتے تھے۔ میرے نزدیک بھی یہی حق ہے کہ نماز کے فوراً بعد اونچی اونچی آواز سے ذکر شروع کر دینا جبکہ کچھ لوگ اپنی بقیہ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں' جائز نہیں' ان کو روکنا ضروری ہے۔ اس کو سنی و غیر سنی کی علامت بنانا درست نہیں۔

نمبر 1۔ اذان سے پہلے یا بعد دُرود وسلام: جہاں تک تعلق ہے صلوٰۃ وسلام کا تو وہ خواہ کسی صیغے اور لفظ کے ساتھ ہو زندگی میں ایک مرتبہ صلوٰۃ وسلام بر ذاتِ خیر الانام ﷺ پڑھنا فرض ہے اور جب بھی کسی محفل میں آپ کا اسم گرامی لیا جائے تو بھی سامعین پر صلوٰۃ پڑھنا واجب ہے' البتہ اگر ایک ہی مجلس میں بار بار اسم گرامی لیا جائے تو رخصت ہے کہ ہر بار نہ کہے' لیکن درجہ اور فضیلت اسی میں ہے کہ جب بھی آپ کا نام پاک سنیں' صلوٰۃ پڑھیں۔ اذان سے پہلے بھی اور بعد بھی درود و سلام جائز و مستحب ہے' لیکن فرض واجب اور اذان کا جزو نہیں ہے۔ پڑھنے والا ماجور و مثاب ہے' نہ پڑھنے والا بھی گناہگار اور زیر عتاب نہیں ہے۔ لیکن پڑھنے والوں کو بدعتی' مشرک اور گناہگار کہنے والا بھی مخالف راہ صواب ہے۔

ہمارے ہاں گولڑہ میں اذان فجر سے پہلے درود تاج اور صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے' باقی نمازوں کے ساتھ نہیں پڑھا جاتا۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کے دور میں ایسا نہیں ہوتا تھا' یہ سلسلہ آپ کی وفات کے بہت عرصہ بعد میں سجادہ نشین حضرت بابوجی نے شروع کروایا' جو یقیناً ایک فعل مستحسن ہے' مگر اسے فرض و واجب شرعیہ کا مقام دینا دین میں تصرف کے مترادف ہے۔ بہر حال صرف چیخ پکار ... سلام پڑھ کر انکی محبت کرنے کی دلیل نہیں ... صورت میں اذان کے ساتھ نہ پڑھنا' صرف دیوبندیوں کو چڑانے کے لئے پڑھنا بھی امت میں رخنہ اور فساد پیدا کرنے کے برابر ہے۔

خانقاہ گولڑہ شریف والوں کا موقف

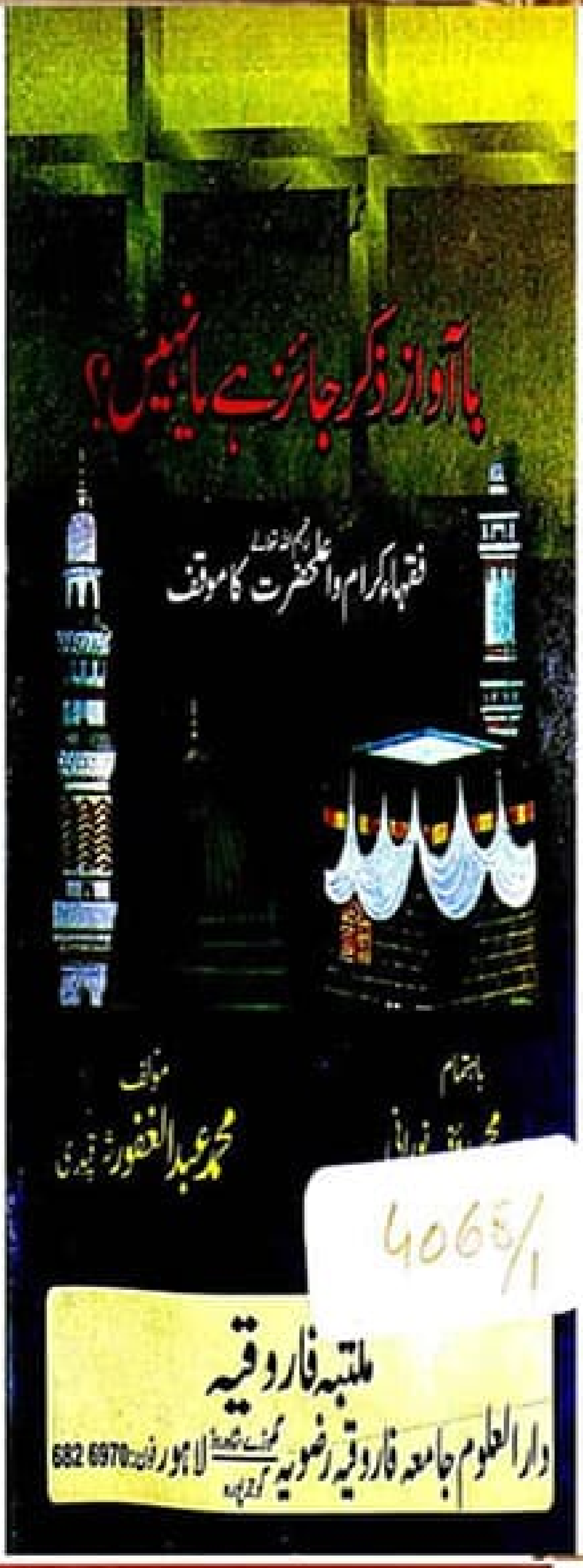

پیر نصیر الدین نصیر صاحب نے پڑھنے اور نہ پڑھنے والے کو برابر لکھا ہے جو رضا خانی دعوی جات کے بالکل مخالف ہے۔

خانقاہ معظمیہ مروله شریف خانقاہ سیال شریف کا موقف

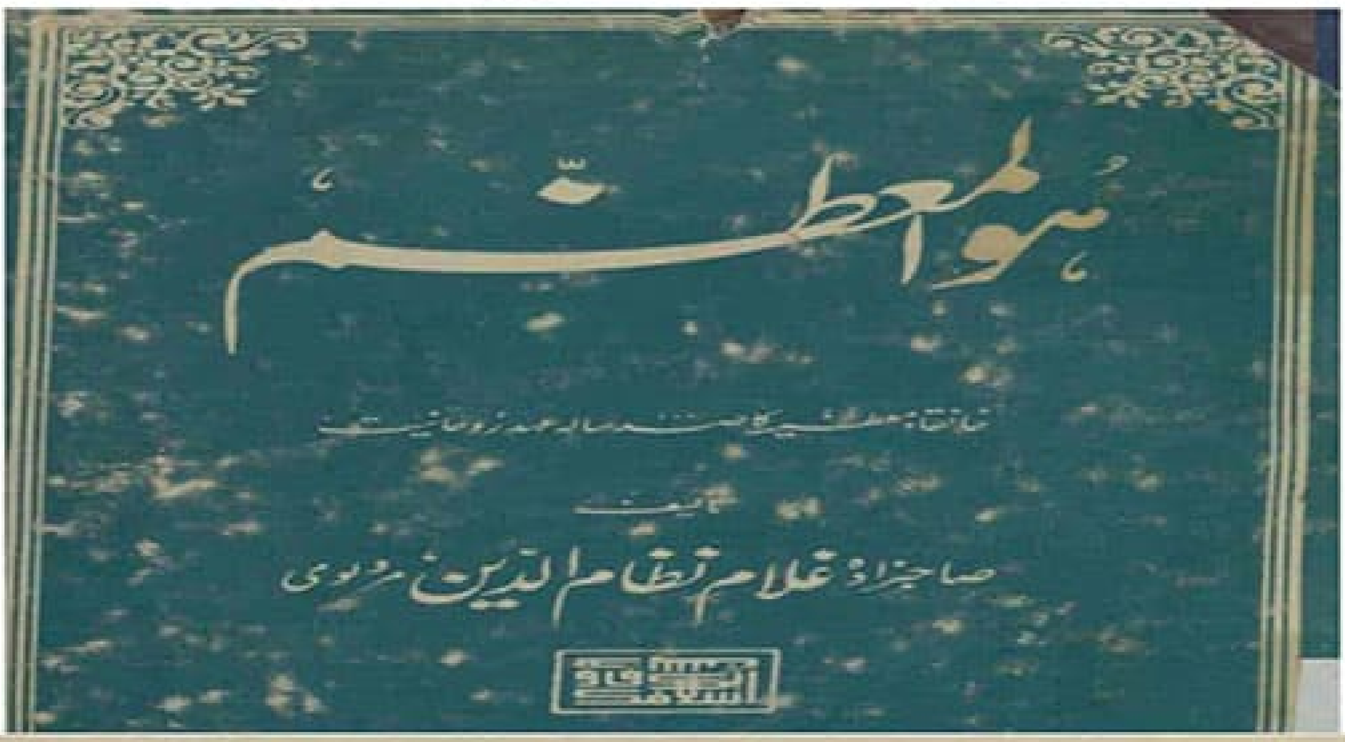

عمارتوں اور حتیٰ کہ کلفی والی رڑھیوں پر بھی یا اللہ، یا محمد ہی لکھا ہوا ملے گا۔

میرے والد صاحب قبلہ نے ایک عارفانہ نکتہ پیدا کیا۔ فرمایا کہ ــــــ یا محمد میں لفظِ یا ندائیہ ہے۔ اگر مقصود حصولِ برکت و سعادت ہے تو اس کے لیے اسمِ پاک ہی بہت کافی ہے۔ ندا کے بعد، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اپنی طرف مائل کرا کے پھر کوئی درخواست پیش نہ کرنا سوءِ ادبی ہے۔

مزید برآں

بریلوی حضرات نے ہر اذان سے متصل پہلے یا بعد میں صلوٰۃ وسلام کا اضافہ کر دیا ہے۔ جس طرح آج معاشرے میں نہ خالص دودھ ملتا ہے، نہ خالص گھی، اسی طرح خالص اذان سے بھی ہم گئے۔

مطالعہ کی کمی کی وجہ سے میرے پاس کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے، البتہ قیاس غالب ہے کہ شیعہ حضرات نے بھی شروع شروع میں اذان کے بعد، حضرت شیرِ خدا کی منقبت میں چند جملوں کا اضافہ کیا ہو گا، جو بعد میں رفتہ رفتہ مروّج ہو کر ان کی اذان کا مستقل حصہ قرار پائے۔

اب بریلوی حضرات جس اذان کو رواج دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، اس پر ذرا غور فرمائیں! اس دور میں جو بچے پیدا ہوں گے، آگے چل کر وہ اِن صلوٰۃ وسلام والے اضافی جملوں کو اذان کا لازمی حصہ سمجھیں گے۔ ادھر دوسرے لوگ کہیں گے کہ حضرت بلال تو یہ اذان نہیں کہتے تھے۔

بریلوی صاحبان عام طور سے خود کو پیر پرست ظاہر کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی خانقاہوں کا دفاع وہ اپنے ذمے لیتے ہیں ۔ سیال شریف آج تک وہی اذان ہوتی ہے جو حضرت بلال کے نام منسوب ہے ۔ ۱۷ ار رمضان ۱۳۹۵ھ بروز منگل ، میں سیال شریف حاضر تھا ۔ ظہر اور عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی ۔ دونوں وقت میں نے آستان شریف پر بلالی اذان ہی سُنی ۔

بریلویوں کی اِس ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں گروہوں میں ذہنی منافرت بڑھتی جائے گی ۔ حالانکہ ٹھنڈے دل سے سوچیں تو بنیادی عقاید دونوں گروہوں کے ایک ہی ہیں ۔ میرے ذاتی خیال میں بریلوی حضرات ناموسِ مصطفٰے کی توقیر نہیں کر رہے بلکہ رسُول کی محبت کی بجائے دیوبندیوں کے خلاف فرقہ دارانہ تعصب کی پرورش پر زیادہ کوشش و محنت سے کام کر رہے ہیں ۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ مذہب میں ایک داخلی انتشار کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے ؟ لہذا ، اذان کے معاملے میں بریلویوں کے اِس تصرف کی نہ ہم تحسین کرتے ہیں اور نہ ہی تائید ۔

اپنی اپنی بریت

دیوبندی اور بریلوی دونوں سُنّی اور حَنفی ہیں ۔ پھر دونوں طبقے ایک دوسرے کے خلاف بھی ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک طبقہ انتشار پھیلانے کے اِلزام سے خود کو بری الذمہ بھی قرار دیتا ہے ۔

دیوبندی کہتے ہیں کہ ——— اہلِ سُنّت وجماعت بنیادی طور پر ہم ہیں

بریلوی مشہور معروف علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب نے تو حد کر دی سب بدعتیوں کی بدعتوں سے بھری ہوئی ہنڈیا کو بیچ چوراہے میں پھوڑ دیا

انہوں نے یہ راز افشاء کر دیا کہ

اگر کوئی ضد کی وجہ سے پڑھتا ہے تو اسکی غلطی ہے ہم اسپیکر کو چیک کرنے کے لیے پڑھتے ہیں اسپیکر چل رہا ہے یا نہیں۔

ہیلو ہیلو ہیلو ون ٹو تھری کی جگہ پڑھتے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ

اذان سے قبل درود وسلام پڑھنا

تصنیفِ لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مُفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر: جماعت رضائے مصطفیٰ
شاخ اورنگ آباد، مہاراشٹر

انہی مفتی فیض احمد اویسی صاحب نے باقاعدہ کچھ مخصوص جگہوں پر درود پاک پڑھنے سے منع کیا ہے۔ پتہ نہیں کیوں ان پر منکر درود سلام گستاخ رسول کا فتوی کیوں نہیں لگا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آنے پر۔

اب دیوبندیوں وہابیوں پر فرض ہے کہ وہ اذان سے قبل درود شریف کی ممانعت کی وجہ بتائیں۔ ہمارا چیلنج ہے کہ وہ نہ بتا سکتے ہیں اور نہ بتانے کا ان کا طریقہ ہے، وہ تو صرف بدعت کے عاشق ہیں اور ایسے کسی مسئلے کو بدعت کہہ دینے سے وہ مسئلہ بدعت نہیں ہو جاتا ہے، جب تک شرعی دلیل نہ ہو۔

بفضلہ تعالیٰ ہمارے پاس دلیل ہے کہ مسلمان کو اذان سے مطلقاً درود شریف پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے اور یہ حیثیت کذائیہ نہ کسی مسجد میں داخل ہونے سے قبل درود شریف پڑھنے کا ثبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت بھی "بسم اللہ اللھم صل علی محمد" کہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ (نسیم الریاض، مواہب لدنیہ، زرقانی وغیرہ وغیرہ)

الحمد للہ سنی مسلمان اذان سے پہلے بسم اللہ شریف بھی پڑھتا ہے اور درود شریف بھی، وہ دونوں عمل مسجد میں داخلے سے پہلے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ ہمارے نزدیک مسجد سے باہر اذان کہنا ضروری ہے، جو اندر دیتے ہیں وہ ان کی غلطی ہے۔ اب روایت مذکور میں اذان کی قید سے قطع نظر درود شریف پڑھنا ثابت ہوا اور "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ" بھی درود شریف ہے۔ چنانچہ اس کی تحقیق بدیہ ناظرین ہوگی۔ ان شاء اللہ

قبل اذان صلوٰۃ وسلام کی ضرورت کیوں؟

بہت سے کم ور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ قبل اذان صلوٰۃ وسلام ضد سے پڑھا جاتا ہے، اگر کوئی ضد سے پڑھتا ہے تو اس کی غلطی ہے ورنہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً آپ نے دیکھا ہوگا کہ لاؤڈ اسپیکر کو درستی اور خرابی معلوم کرنے کے لیے لوگ کہا کرتے ہیں "ہیلو ہیلو" یا کہتے ہیں "ون ٹو تھری" وغیرہ پھر مساجد میں ان کا رواج بلکہ اب تو مساجد کا لازمی جز سمجھا جا رہا ہے تو ہمارے اہل سنت (جنہیں اسلام کا حقیقی درد اور انگریز بدبخت سے ازلی

دشمنی) کو گوارا نہ ہوا، انہوں نے انگریزی الفاظ کو مٹا کر "درود شریف" ورد کیا تا کہ اسپیکر کی نبض کا پتہ بھی چل جائے اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا ہو جائے اور اسلام کا بول بالا ہو اور پھر درود شریف پڑھنے پر وہ ہزاروں فوائد و فضائل بھی نصیب ہوں جنہیں فقیر بھی عرض کرتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اور چونکہ یار لوگوں (وہابیوں، دیوبندیوں) کو انگریز سے پیار اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت، اسی لیے صرف بدعت کی آڑ میں شور مچا دیا کہ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا بدعت ہے حالانکہ لاؤڈ اسپیکر کے متعلق معلوم کرنا ہو تو پھونک مار کر یا وہی انگریزی الفاظ بول کر، پھر کیوں نہ ہو کہ درود شریف پڑھا جائے جس سے ہزاروں سعادتیں نصیب ہوں اور مطلب بھی پورا ہو۔

دوسری وجہ

یہ اپنے مقام پر مسلم ہے کہ ہم اہل سنت کے نزدیک وہابیوں دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور ان کے اکابر لکھ گئے ہیں کہ ان کی ہم اہل سنت بریلویوں کے پیچھے نماز نہیں ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ عموماً وہابی دیوبندی چوری چھپے سنی بن کر پیٹ کا دھندا کیا کرتے ہیں اور ایسے ہی عوام کو امتیاز نہیں ہوتا کہ اہل حق کی اذان ہے یا اہل زائغ کی، تو ہم نے "درود شریف" حق و باطل کے امتیاز کے لیے پڑھا، اس سے ایک طرف پیٹ کا دھندا کرنے والے ہماری مساجد کا امام نہیں بن سکتا، دوسری طرف ہمارے عوام کی نمازیں ضائع نہیں جا سکتیں۔

شریعت کا قاعدہ اور تیسری وجہ

شرع مطہرہ نے قاعدہ اور ضابطہ قائم کیا ہے کہ جہاں مختلف مذاہب کا التباس ہو وہاں اپنے شعار کو نمایاں کرو، چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے میں نصرانیوں، یہودیوں سے اسلامی لوگوں کا امتیاز پگڑی وغیرہ سے کرایا، پگڑی باندھنا فرض نہیں لیکن نصرانیوں، یہودیوں کو علیحدہ رکھنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پگڑی اسلام کا شعار بنا دیا۔ ہم نے وہابیوں دیوبندیوں سے اپنی نمازوں اور مساجد کو رکھنے کے لیے صلوٰۃ وسلام کو شعار بنایا ہے۔

نے سیدنا کا اضافہ کیا تو ہم سب نے اسے بدعت سیئہ قرار دے کر ٹھکرایا۔[1]

ایسے ہی : کلمہ طیبہ " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ " میں سیدنا اول میں اور آخر میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اضافہ ناجائز ہے اس لئے کہ ان مقامات میں اضافہ کلمات کا جزبن جانے کا احتمال ہے۔

اذان واقامت کے علاوہ نام سن کر انگوٹھا چومنا :

حضرت مولانا محمد عبد الغفار حنفی دہلوی نے رسالہ نور العینین مطبوعہ دہلی مجتبائی ص۲۶ میں لکھا :

" اگر کوئی مسلمان وقت غلبۂ حال وجاذبۂ ذوق وشوق قلبی خارج اذان کے نام مبارک حبیب کبریا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سن کر بوسہ دے تو وہ بھی مستوجب ملامت ومنع نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ عمل بزرگ حضرت آدم (علیہ السلام) سے جنت میں واقع ہوا تھا وہ خارج اذان سے تھا۔"

فقیر اویسی غفرلہٗ کہتا ہے :

" کہ چونکہ خارج صلوٰۃ انگوٹھے چومنے سے اظہار محبت و عقیدت اور تعظیم وتکریم سرکار کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلوب ہے۔ اسی لئے بحکم " نیۃ المؤمن خیر من عملہ " اجر وثواب پائے گا۔"

بدمذاہب : بدمذاہب مثلاً وہابی، دیوبندی، شیعہ کی اذان سن کر انگوٹھے چومنے کے بجائے درود شریف

[1] اس کی مزید بحث فقیر نے اپنے رسالہ " القول الاسلم " میں لکھ دی ہے۔

maktabah.org

taunnabi.com

!!

پڑھیں تاکہ آقا کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی طرف سے بار خاطر نہ ہوں۔

مسئلہ : جب کوئی تلاوت قرآن مجید کے دوران حضور سرور کونین کا اسم پاک پڑھے جیسے " ما کان محمد ابا احد من رجالکم " یا تلاوت کرنے والے سے یہ اسم گرامی سنے تو درود شریف نہ پڑھے تاکہ آیۂ قرآنی میں غیر کلام داخل نہ ہو اور نہ ہی قرآن مجید کے نظم وترتیب میں خلل ہو۔ ہاں بعد فراغت درود شریف پڑھ لے۔ اگر نہ پڑھے تو گنہگار نہ ہوگا۔[1]

تنبیہ : بعض جاہل حفاظ اور بے خبر مولوی ختم شریف مروجہ پڑھتے ہوئے آیت " ما کان محمد " کے بعد " صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " پڑھ کر " ابا احد من رجالکم " پڑھتے اور سننے پر درود شریف پڑھتے ہیں انہیں روکا جائے تو لڑتے جھگڑتے ہیں۔ انہیں حکمت عملی اور نہایت نرمی کے ساتھ سمجھایا جائے۔

مسئلہ : حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی پڑھنے سننے پر سوا اذان واقامت کے انگوٹھے چومنے اور سر جھکا دینے میں حرج نہیں کیونکہ انگوٹھے چومنے سے پیار ومحبت کا اظہار اور سر جھکانے میں تعظیم وتکریم مطلوب ہے اور وہ شرعاً مرغوب ومحبوب ہے۔

حوالہ : حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ تھی کہ اسم گرامی (محمد) سن کر سر جھکا دیتے تھے۔[2]

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جھکنے سے سجدہ کا شائبہ ہے یہ ان کی بے وقوفی

---

[1] ... [2] قاضی خاں وغیرہ

مشہور و معروف رضاخانی عالم دین مولانا محمد شفیع اکاڑوی صاحب نے اپنی کتاب راہ حق میں بات ہی ختم کردی کہ اگر اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منع دکھاؤ تو بات بنے۔

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت — میں آپکو ظاہر اً دیکھتا اور دعا کرتا ہوں۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص۴۵۹)

لیجئے نواب صاحب نے تو شرکوں کے انبار لگا دیے۔ فرمارہے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ہر نمازی کی ذات، بلکہ ہر ذرہ ممکنات میں موجود ہیں۔ نمازی نماز میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ سے غافل نہ ہو تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے اسرار سے منور ہو۔ کیوں صاحب! ان پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگے گا یا نہیں؟

بہر صورت ہر طرح یہ ثابت ہوگیا کہ یہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا جائز ہے اور اس درود شریف کے پڑھنے کو کفر اور شرک کہنا گویا بیشمار مسلمانوں اور بزرگوں کو کافر و مشرک بنا دینے کے مترادف ہے

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ درود شریف منقول نہیں ہے چنانچہ اسی وجہ سے وہ کہا کرتے ہیں کہ سوائے درود ابراہیمی کے اور کوئی درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ ورنہ

ان کو چاہیئے کہ وہ وہی غذائیں اور دوائیں استعمال کیا کریں جو منقول ہیں منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کرینگے تو اُن کے لیے وہ ناجائز ہونگی حسبطرح ہر وہ غذا جو شریعت میں حرام نہیں اسکا کھانا جائز ہے۔ اسی طرح ہر وہ درود جو شریعت میں منع نہیں اسکا پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں کھانا اور پینا

ان کو چاہیئے کہ
ہیں منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کرینگے تو اُن کے لیے وہ ناجائز ہونگی حسبطرح
ہر وہ غذا جو شریعت میں حرام نہیں اسکا کھانا جائز ہے۔ اسی طرح ہر وہ درود جو
شریعت میں منع نہیں اسکا پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں کھانا اور پینا

Marfat.com

مطلق ہے۔ اور صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا میں صلوٰۃ اور سلام مطلق ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر وہ درود شریف اور سلام جو شریعت میں منع نہیں وہ جائز ہے۔ کیا کوئی مولوی ہے جو یہ ثابت کردے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس درود شریف سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ اسکی تائید ملتی ہے۔

چنانچہ ابن ابی فدیک رضی اللہ عنہ (جنکے متعلق ملا علی قاری اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں وثقہ جماعۃ واحتج بہ اصحاب الکتب الستۃ) فرماتے ہیں

سَمِعْتُ بَعْضَ مَنْ اَدْرَکْتُ یَقُوْلُ بَلَغَنَا اَنَّہٗ مَنْ وَقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اَلْاٰیَۃَ ثُمَّ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ مَنْ یَّقُوْلُھَا سَبْعِیْنَ مَرَّۃً نَادَاہُ مَلَكٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا فُلَانُ وَلَمْ تَسْقُطْ لَہٗ حَاجَۃٌ۔ (شرح شفا للقاری ص۱۵۱)

میں نے بعض ائمہ حدیث سے سُنا جو فرماتے تھے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ آخر تک پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری کردی جاتی ہیں۔

مگر یہی رضاخانی مولانا شفیع اکاڑوی صاحب صاحب نماز کے موضوع پر کتاب لکھتے ہیں تو صلوۃ و سلام کا اشارۃ بھی ذکر نہیں کرتے

وغیرہ یا ایسا پاک کپڑا جس پر غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے غبار اڑتا نظر آئے اس سے تیمم جائز ہے دوسرے سے جائز نہیں۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ پانی کے میسر آنے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

اذان کا بیان

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ "اور جب تم نماز کے لیے اذان دو۔"

پانچوں وقت کی نماز فرض کے لیے جس میں جمعہ بھی ہے اذان سنت موکدہ ہے اذان وقت پر کہنی چاہیے۔ اگر وقت سے پہلے کہہ دی تو دوبارہ کہی جائے فرض عین کے علاوہ کسی اور نماز کے لیے اذان نہیں ہے عورتوں کو اذان کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ بے وضو کی اذان ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اس لیے بہتر یہ ہے کہ باوضو اذان دی جائے۔ بلند جگہ قبلہ رو کھڑے ہو کر کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان اس طرح کہنی چاہیے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا

اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ،

کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں،

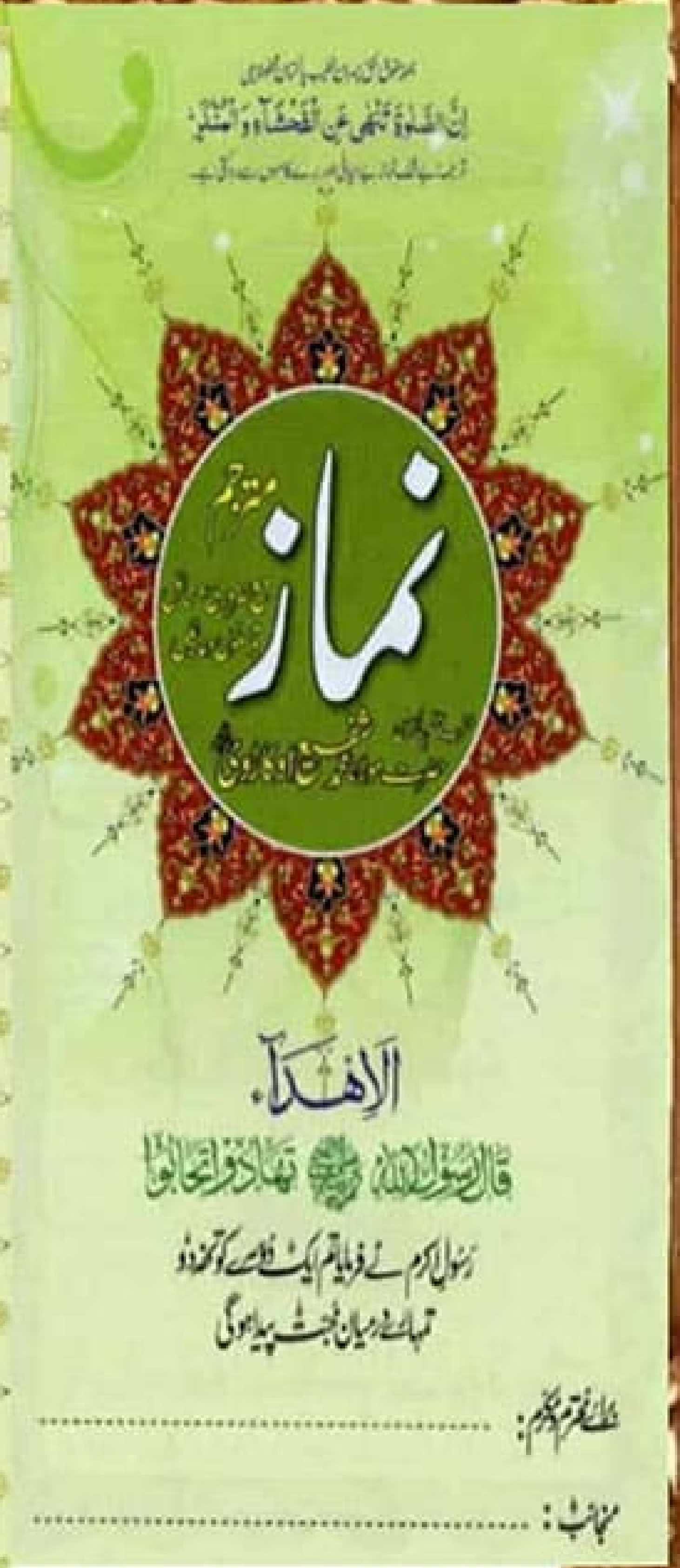

Alaunnabi.com

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور رسول تم کو جو (احکام) دیں ان کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں ان سے باز رہو

شرح صحیح مسلم

جلد اول

مقدمہ، کتاب الایمان، کتاب الطہارۃ، کتاب الحیض، کتاب الصلوٰۃ

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

آخر میں بریلوی
مفتی غلام رسول
سعیدی صاحب کا
ایک مشورہ بریلوی
علما و عوام کیلیے
شاید انکی سمجھ میں
بات آجائے۔

آخر میں فیصلہ ہم رضا خانی امت پر چھوڑتے ہیں کہ وہ خود صحیح اور غلط کا معیار سمجھیں اور فیصلہ کرلیں کہ جو کام اللہ رب عزت نے نہیں بتایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور نبوت میں نہیں ہوا

را ہے۔ تاہم مستند علماء نے اس کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے۔

اس تمام تر تفصیل کے باوجود یہ حقیقت نگاہ بروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے کہ اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام بکھور تعزے پڑھیں اور کبھی کبھی ترک بھی کر دیں، تاکہ ان پڑھ لوگ اور آنے والی نسلیں صلوٰۃ وسلام کو اذان کا جزء نہ سمجھ لیں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے جب اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ کے پیش نظر بھی یہ خطرہ تھا اس لیے آپ نے فرمایا:

درود شریف قبل اقامت پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے قبل چاہیے یا درود شریف کی آواز، آواز اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزء اقامت نہ معلوم ہو۔ [1]

اذان سے پہلے یا بعد درود شریف پڑھنے کی بحث میں حرف آخر

اگر اذان اور اقامت سے قبل نسل کرکے درود شریف جہر کے ساتھ مانا پڑھا جانے تو درود شریف پڑھنے کے استحباب کے عمومی دلائل کی بناء پر اس کو ناجائز یا بدعت سیئہ کہنا تو باطل ہے اور اس کے جواز اور استحباب میں بھی کوئی شک نہیں ہے لیکن اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدینہ منورہ میں دس سال اذان دی جاتی رہی، خلفاء راشدین کے دور میں تیس سال اذان دی جاتی رہی اور سو سال تک عہد صحابہ و تابعین میں اذان دی جاتی رہی اور کسی دور میں بھی اذان سے پہلے یا بعد فصل کر کے جہراً درود شریف نہیں پڑھا گیا اور آٹھ صدیوں تک مسلمان اسی طریقہ سے اذان دیتے رہے تو آیا اذان دینے کا افضل طریقہ وہ ہے جس طریقہ سے عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اذان دی جاتی تھی یا وہ افضل طریقہ ہے جو آٹھویں صدی میں ایجاد ہوا؟

اگرچہ اذان کا مروجہ طریقہ بھی ناجائز یا بدعت سیئہ نہیں ہے لیکن ہم پوری امانت اور دیانت اور شرح صدر کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اذان دینے کا افضل طریقہ وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے جس طریقہ سے آپ کے سامنے ہمیشہ اذان دی جاتی رہی!

اس بحث کے دوران یہ حدیث بھی پیش نظر رہنی چاہیے:

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن نافع ان رجلا عطس الى جنبه ابن عمر فقال الحمد لله والسلام على رسول الله فقال ابن عمر وانا اقول الحمد لله والسلام على رسول الله وليس هكذا علمنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علمنا ان نقول الحمد لله

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (تمام حالات میں) میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ - لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھینک کے جواب

[1] اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۴۱۵، مطبوعہ دار الاشاعت فیصل آباد

حدوث ذلك في ايام السلطان الناصر صلاح الدين ابي المظفر يوسف بن ايوب وامره واما قبل ذلك فانه لما قتل الحاكم بن العزيز امرت اخته ست الملك ان يسلم على ولده الظاهر فسلم عليه بما صورته السلام على الامام الظاهر ثم استمر السلام على الخلفاء بعده خلفا بعد سلف الى ان ابطله صلاح الدين المذكور جزاه خيرا وقد اختلف في ذلك هل هو مستحب او مكروه او بدعة او مشروع واستدل للاول بقوله تعالى وافعلوا الخير ومعلوم ان الصلوة والسلام من اجل القرب لا سيما وقد تواردت الاخبار على الحث على ذلك مع ما جاء في فضل الدعاء عقب الاذان والثلث الاخير من الليل وقرب الفجر والصواب انه بدعة حسنة يوجر فاعله بحسن نية [1]

ہوتا ہے۔ اس کی ابتداء سلطان ناصر صلاح الدین ابو المظفر یوسف بن ایوب کے زمانہ میں اس کے حکم سے ہوئی، اور اس سے پہلے جب حاکم ابن العزیز قتل کیا گیا تھا تو ابن العزیز کی بہن جو بادشاہ کی بیٹی تھی اس نے حکم دیا کہ اذان کے بعد اس کے بیٹے ظاہر پر سلام پڑھا جائے جس کی یہ صورت تھی: "السلام علی الامام الظاہر" پھر اس کے بعد یہ طریقہ اس کے خلفاء میں جاری رہا تا آنکہ سلطان صلاح الدین نے اس کو ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جزائے خیر دے۔ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں اختلاف ہے کہ یہ مستحب ہے، مکروہ ہے، بدعت ہے یا جائز ہے۔ اس کے استحباب پر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کیا گیا ہے. (ترجمہ) "نیکی کے کام کرو" اور یہ بات واضح ہے کہ صلوٰۃ وسلام عبادت کے قصد سے پڑھا جاتا ہے، خصوصاً جب کہ اس کی ترغیب میں کثیر احادیث وارد ہیں، علاوہ ازیں اذان کے بعد دعا کرنے اور تہائی رات کے اخیر میں دعا کرنے کی فضیلت میں بھی احادیث ہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور اس کے فاعل کو حسن نیت کی وجہ سے اجر ملے گا

علامہ شامی اور علامہ طحطاوی اور علامہ ابن حجر مکی نے فتاویٰ کبریٰ میں اس کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے اور اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔

علامہ سخاوی اور علامہ علائی کی عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام آٹھویں صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ابو المظفر کے حکم سے پڑھنا شروع کیا گیا۔ چودھویں صدی کے اخیر سے پانچوں نمازوں کی اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔

ہر چند کہ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے استحباب، جواز، کراہت اور بدعت ہونے میں علماء کا اختلاف

[1] علامہ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ، القول البدیع ص ۱۹۳-۱۹۲، مطبوعہ مکتبہ نادریہ سیالکوٹ

[2] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۴ھ

[3] علامہ سید احمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۰۶، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر المطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۵۶ھ

دور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ثابت نہیں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے دور سے بھی کوئی ثبوت نہیں بلکہ دور روافض کی ایجاد ہے

شیعہ کی موجودہ طریقہ اذان بدعت ہے

اذان میں شہادت ثلاثہ (علیا ولی اللہ) کے بارے میں شیعہ کے معتبر ترین عالم کی رائے

الشیخ الصدوق متوفی ۳۸۱ ھ

سب سے پہلے اذان سے متعلق حدیث امام (رضی اللہ تعالی عنہ) اور شیخ صدوق کا بیان

وروی أبو بكر الحضرمي، وكليب الأسدي عن أبي عبد الله عليه السلام أنه " حكى لهما الاذان فقال: الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله، حي على الصلاة، حي على الصلاة، حي على الفلاح، حي على الفلاح، حي على خير العمل، حي على خير العمل، الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، لا إله إلا الله، والإقامة كذلك "

ولا بأس أن يقال في صلاة الغداة على أثر حي على خير العمل " الصلاة خير من النوم " مرتين للتقية

*وقال مصنف هذا الكتاب رحمه الله: هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه، والمفوضة لعنهم الله قد

وضعوا إخبارا وزادوا في الاذان " محمد وآل محمد خير البرية " مرتين، وفي بعض رواياتهم بعد إشهد إن محمدا رسول الله " إشهد إن عليا ولي الله " مرتين، ومنهم من روى بدل ذلك " إشهد إن عليا إمير المؤمنين حقا " مرتين ولا شك في إن عليا ولي الله وإنه إمير المؤمنين حقا وإن محمدا وآله صلوات الله عليهم خير البرية، ولكن ليس ذلك في إصل الاذان، وإنما ذكرت ذلك ليعرف بهذه الزيادة المتهمون بالتفويض، المدلسون إنفسهم في جملتنا*

كتاب من لا يحضره الفقيه - الشيخ الصدوق - ج ١ - الصفحة ٢٠٣

*ترجمہ *

ابو بکر حضرمی اور کلیب اسدی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالی عنہ) نے ہمارے لئے اذان بیان فرمائی اور فرمایا

الله أكبر الله أكبر الله أكبر الله أكبر

أشهد أن لا اله إلاّ الله أشهد أن لا اله إلاّ الله

أشهد أنّ محمداً رسول الله أشهد أنّ محمداً رسول الله

حيّ على الصلاة حيّ على الصلاة

حيّ على الفلاح حيّ على الفلاح
حيّ على خير العمل حيّ على خير العمل
الله اکبر الله اکبر

لا إله إلاّ الله لا إله إلاّ الله

اور اس میں کوی حرج نہیں کہ " الصلاۃ خیر من النوم " کو دو مرتبہ صبح کی آذان میں پڑھا جاے تقیہ کرتے ہوے۔

یہی صحیح اذان ہے ، نہ اس میں کوئی کمی کی جا سکتی ہے اور نہ اس میں کوئی اضافہ کیا جا سکتا ہے اور مفوضہ ،اللہ ان پر لعنت کرے ، انہوں نے احادیث گھڑلی ہیں جن کی رو سے انہوں نے اذان میں دو مرتبہ " محمد و آل محمد خیر البریہ " کا اضافہ کر دیا ہے . ان کی بعض روایات میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے بعد دو مرتبہ اشہد ان علیا ولی اللہ آیا ہے اور ان میں سے بعض نے اس کے بدلے میں دو مرتبہ اشہد ان علیاامیر المومنین حقا`` نقل کیا ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت علی (رضی اللہ تعالی عنہ) اللہ کے ولی ہیں ، ان کا امیر المومنین ہونا

بھی حق ہے اور یہ بھی حق ہے کہ محمد وآل محمد خیر البریہ ہیں، لیکن یہ بات جزو اذان نہیں ہے۔ ہم نے اس بات کا ذکر اس لئے کیا تاکہ اس اضافہ کے ذریعے آپ مفوضہ کو پہچان سکیں جنہوں نے ازراہ فریب اپنے آپ کو ہم میں داخل کرر کھا ہے۔

نوٹ=

یہ یادرہے کہ حی علی خیر العمل بھی اذان میں ختم ہوچکا جسکا سکین بھی شیعہ کتاب سے پیش ہے۔

يحتلم ولا باس ان يؤذن المؤذن وهو جنب ، ولا يقيم حتى يغتسل » .

٨٩٧ ـ وروى أبو بكر الحضرميّ ، وكليب الأسديّ عن أبي عبد الله

(١) ثوب الداعي تثويبا ردد صوته ورجع . والمراد به هنا قول المؤذن في أذان الصبح بعد قوله « حي على الفلاح » : الصلاة خير من النوم .

٢٠٢

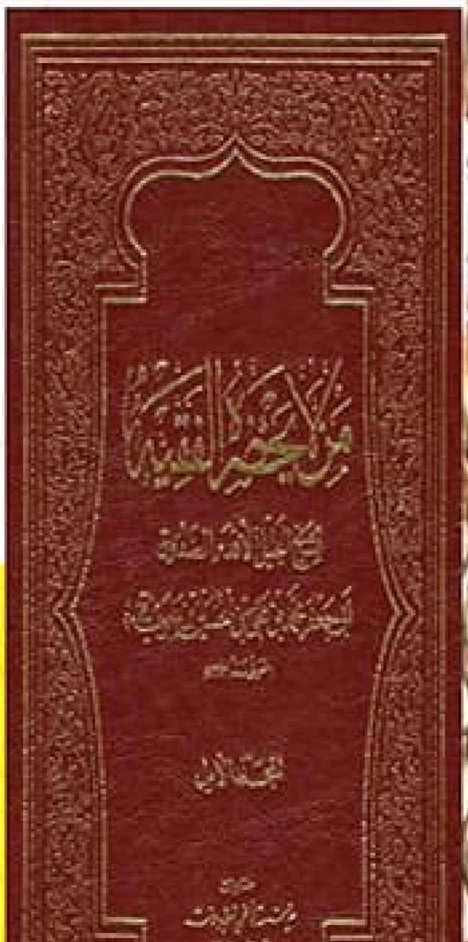

عليه السّلام أنّه « حكى لهما الأذان فقال : الله أكبر ، الله أكبر ، الله أكبر ، الله أكبر ، أشهد أن لا إله إلاّ الله ، أشهد أن لا إله إلاّ الله ، أشهد أنّ محمّداً رسول الله ، أشهد أنّ محمّداً رسول الله ، حيّ على الصلاة حيّ على الصلاة ، حيّ على الفلاح ، حيّ على الفلاح ، حيّ على خير العمل ، حيّ على خير العمل ، الله أكبر ، الله أكبر ، لا إله إلاّ الله ، لا إله إلاّ الله ، والإقامة كذلك » .

ولا بأس أن يقال في صلاة الغداة على أثر حيّ على خير العمل « الصلاة خيرٌ من النوم » مرّتين للتقيّة .

وقال مصنّف هذا الكتاب ـ رحمه الله ـ : هذا هو الأذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه ، والمفوّضة[١] لعنهم الله قد وضعوا أخباراً وزادوا في الأذان « محمّدٌ وآل محمّد خير البريّة » مرّتين ، وفي بعض رواياتهم بعد أشهد أن محمّداً رسول الله « أشهد أنّ عليّاً وليّ الله » مرّتين ، ومنهم من روى بدل ذلك « أشهد أنّ عليّاً أمير المؤمنين حقّاً » مرّتين ولا شكّ في أنّ عليّاً وليّ الله وأنّه أمير المؤمنين حقّاً وأنّ محمّداً وآله صلوات الله عليهم خير البريّة ، ولكن ليس ذلك في أصل الأذان ، وإنّما ذكرت ذلك ليعرف بهذه الزّيادة المتّهمون بالتفويض ، المدلّسون أنفسهم في جملتنا[٢] .

٨٩٨ ـ وقال الصادق عليه السّلام في المؤذّنين : « إنّهم الأمناء » .

٨٩٩ ـ وقال عليه السّلام : « صلّ الجمعة بأذان هؤلاء فإنّهم أشدّ شيء مواظبة على الوقت » .

(١) المفوضة : فرقة ضالة قالت بان الله خلق محمداً (ص) وفوض اليه خلق الدنيا فهو خلق الخلائق . وقيل : بل فوض ذلك الى علي عليه السلام . وهم غير الذين يقولون بتفويض اعمال العباد اليهم كالمعتزلة وأضرابهم .

الأذان على ضعفائهم فتلك لحوم حرّمها الله على النّار » .

٨٧٠ ـ وقال عليٌّ عليه السّلام « آخر ما فارقت عليه حبيب قلبي « ص » أنّه قال يا عليُّ إذا صلّيت فصلِّ صلاة أضعف من خلفك ، ولا تتّخذنّ مؤذّناً يأخذ على أذانه أجراً » .

٨٧١ ـ وروى خالد بن نجيح عن الصادق عليه السّلام أنّه قال : « التكبير جزم في الأذان مع الإفصاح بالهاء والألف » .

٨٧٢ ـ وروي أبو بصير عن أحدهما عليهما السّلام أنّه قال : « إنّ بلالاً كان عبداً صالحاً فقال : لا أؤذّن لأحد بعد رسول الله صلى الله عليه وآله فترك يومئذ حيّ على خير العمل » .

٨٧٣ ـ وروى الحسن بن السريّ عن أبي عبد الله عليه السّلام أنّه قال : « من السنّة إذا أذّن الرّجل أن يضع أصبعيه في أذنيه » .

٨٧٤ ـ وروى خالد بن نجيح عنه أنّه قال : « الأذان والإقامة مجزومان » وفي خبر آخر « موقوفان » .

٨٧٥ ـ وروى زرارة عن أبي جعفر عليه السّلام [أنّه] قال : « لا يجزيك من الاذان إلاّ ما أسمعت نفسك أو فهّمته ، وأفصح بالالف والهاء . وصلِّ على النبيّ وآله « ص » كلّما ذكرته أو ذكره ذاكرٌ عندك في أذان أو غيره .

وكلّما اشتدَّ صوتك من غير أن تجهد نفسك كان من يسمع أكثر وكان أجرك في ذلك أعظم » .

٨٧٦ ـ وسأل معاوية بن وهب أبا عبد الله عليه السّلام عن الأذان فقال : « اجهر وارفع به صوتك ، فاذا أقمت فدون ذلك ، ولا تنتظر بأذانك وإقامتك إلاّ دخول وقت الصلاة ، واحدر إقامتك حدراً » .

٨٧٧ ـ وروى عنه عليه السّلام عمّار الساباطيّ أنّه قال : « إذا قمت

اب بریلوی حضرات جنہوں نے شیعہ سے یہ بدعت لی ہے انہیں غور کرنا چاہے کہ دور ۷۸۱ھ سے بھی پہلے روافض کی فتنہ پردازی کی وجہ سے دین اسلام میں بدعت کا آغاز ہو چکا تھا جسکا ذکر رافضی عالم متوفی ۳۸۱ھ یعنی ٤٠٠ سال پہلے کر دیا تھا مگر بربادی ہو بدعت کی ظاہری خوشنمائی کی کہ اس نے رضاخانیوں کو کہیں کا نہیں رہنے دیا غیر تو چھوڑیں خود اپنوں کو ہی

سنت الھیہ اور سنت ملائکہ کا منکر ٹھرادیا

درود شریف کا گستاخ ثابت کیا

دین رضا کے پیروکاروں سے عرض ہے کہ غیروں کو معاف کریں کم از کم ان پر ایک فتوی جاری فرمائیں کہ یہ جو آپ کے مسلکی علماء، سجادہ نشین، مدارس پر کون سا فتوی لگے گا۔
یا انکو سب گناہ معاف ہیں؟؟؟؟

- سواد اعظم اہلسنت والجماعت آستانہ العالیہ چشتیہ صابریہ دارالحق ٹاؤن شپ سکیم لاہور
- مفتی غلام سرور قادری صاحب
- مولانا مصطفی رضا خان صاحب
- پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی
- خانقاہ معظمیہ مرولہ شریف، خانقاہ سیال شریف
- مفتی فیض احمد اویسی صاحب (ہیلو ہیلو اسپیکر چل رہا ہے یا نہیں چیک کرنے کا طریقہ)
- مولانا محمد شفیع اکاڑوی صاحب
- علامہ غلام رسول سعیدی صاحب

یہ سب حضرات بریلوی حضرات سے خصوصی توجہ کے منتظر ہیں۔